

ازدواجِ پڑھرات کے دلچسپ واقعات

بیوی اور تاریخ میٹھے ہوئے ازواجِ پڑھرات
کے انتہائی سیلان آنند دلچسپ واقعات

محمد خرم یوسف

بیویتِ العلوم

۲۰۔ ناجھر وڈ، پُرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۹۲۳۵۱۴۸۳

د الجسب واقعات
ازواع مظہرات کے

ازدواجِ مُطہرات کے دکھپڑ ماقعات

سیرت اور تاریخ سے ٹھوینے ہوئے ازواجِ مُطہرات
کے انہائی بسن آموز اور دکھپڑ ماقعات

مرتب
مولانا محمد خرم یوسف
(ناصل جامعہ اشرفیہ لاہور)

بیت العلوم

۲۰۔ نایاب روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فن، ۱۴۲۸ھ

﴿ جملہ حقوق بحق ناشر حفظ ہیں یہ ﴾

نام کتاب = ازواج طہرہت کے دلچسپ واقعات
 مرتب = مولانا محمد فرمودی یوسف (فاضل بالحکمینی لاہور)
 تحریر = مولانا محمد یوسف خان صاحب (استاذ الحدیث بالحکمینی لاہور)
 باہتمام = محمد ناظم اشرف
 ناشر = بیت الحکوم - ۲۰ نامھ صہرود، چوک پرانی ائمکلی، لاہور
 فون: ۷۳۵۲۸۳

﴿ ملنے کے پتے ﴾

بیت الحکوم = گلشن اقبال، کراچی	بیت الکتب = گلشن اقبال، کراچی
ادارہ اسلامیات = ڈاک خانہ دارالعلوم کوئٹہ کراچی نمبر ۱۹۰	ادارہ المعارف = ڈاک خانہ دارالعلوم کوئٹہ کراچی نمبر ۱۹۰
مکتبہ دارالعلوم = موبائل روڈ چوک اردو بازار، کراچی	دارالعلوم = جامعہ دارالعلوم کوئٹہ کراچی نمبر ۱۹۰
ادارہ الشاعت = اردو بازار کراچی نمبر ۱۹۰	ادارہ القرآن = اردو بازار کراچی نمبر ۱۹۰
مکتبہ سید احمد شہید = انگریز مارکیٹ، اردو بازار، لاہور	بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبر ۱۹۰

عرض ناشر

امہات المؤمنین از واقع مطہرات کی سیرت و تاریخ اور حالات پر منی کتائیں الحمد للہ شروع ہی سے زیر طبع سے آ راستہ ہوتی رہی ہیں۔ اور امت مسلمہ ان کے اقوال و افعال کو مشغل راہ بنا کر ان سے مستفید ہوتی رہی ہے۔ خواتین کی دینی ضرورت کو دیکھتے ہوئے احقر کی کافی عرصہ سے یہ خواہش شخصی کہ ان امت مسلمہ کی ماوں کا تذکرہ حالات و سیرت کی طرح واقعات کی صورت میں بھی ہمارے سامنے آ جائے تاکہ ان واقعات سے سبق لیکر ان کی روشنی میں ہم اپنے اعمال کو درست کر سکیں۔

یہ سوچ کر رقم الحروف نے کچھ عرصہ قبل یہ کام شروع کیا اور تھوڑا تھوڑا مواد جمع ہوتا رہا۔ اسی دوران عزیزم برادر خرم یوسف سلمہ نے اس دینی خدمت کی خواہش ظاہر کی، احقر نے اس کی نشاندہی کر کے چند چیزوں کی طرف توجہ دلائی الحمد للہ انہوں نے بڑی حسن اسلوبی اور جانفشنائی سے امہات المؤمنین کے ان واقعات کو مستند حوالوں کے ساتھ مرتب کیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور انہیں مزید دینی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ ان واقعات سے سبق لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محتاج دعاء

محمد ناظم اشرف

خادم طلباء جامعہ اشرفیہ لاہور

تقریط

حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب مدظلہ

(استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)

اما بعد!

ازواج مطہرات امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن اجمعین کے حالات زندگی، سیرت صیبہ کا مستقل موضوع ہیں۔ کتنی کتب مستقل طور پر ازواج مطہرات کے حالات پر بھی لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن عزیزیم حافظ خرم یوسف سلمہ نے زمانہ طالب علمی میں واقعی ایک خاص انداز سے امہات المؤمنین کے نقوش زندگی کو ترتیب دیا کہ پہلے ہر زوجہ مطہرہ کا سوانحی خاکہ ترتیب دیا جس سے ان کی زندگی کے تاریخی پہلو مختصر اسامنے آ جاتے ہیں، پھر ان زوجہ مطہرہ ام المؤمنین کی زندگی کے واقعات کو مختلف عنوانات سے آراستہ کر کے اس انداز میں ذکر کیا کہ ان کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ بن جائے۔

لبذا واقعی یہ کتاب ازواج مطہرات کی سیرت کو نتیجہ خیزی کے انداز میں پیش کر کے ان کے نقش قدم پر زندگی ڈھالنے کی ترغیب دینے کی عمدہ کا واثق ہے۔

اللہ رب العزت مؤلف کی کوشش اور محنت کو قبول فرمائیں۔

احقر محمد یوسف عفی عنہ

استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

۵۔ رمضان ۱۴۲۲ھ

۲۰ نومبر ۲۰۰۱ء

عرض مؤلف

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد.
اس کتاب میں سید الکوئین ﷺ کی پاک یہیوں کے حالات و واقعات کو عنوان
قائم کر کے ایک نئے انداز میں پیش خدمت کیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان
عورتیں اور مسلمان بچیاں اپنی زندگی نیازرنے میں ان مظہر خواتین کی زندگی کو غمونہ بنا کیں
جیں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر ﷺ کی زوجیت کے لئے چنا تھا،
اور جنیوں نے بہوت کے لھڑانے میں رہ کر اپنی زندگی دین سکھانے اور موہائے حقیقی
لے لو گانے اور اپنے دلوں میں آخرت کی فقر بسانے کے لئے وقف کردی تھی۔

جب رقم الحروف نے تحریری شکل میں دینی خدمت انجام دینے کے بارے
میں اپنے استاذ محترم مولانا محمد ناظم اشرف صاحب مدظلہ کے سامنے بات رکھی تو انہوں
نے خواتین کی دینی ضرورت کو دیکھتے ہوئے۔ انتہائی شفقت کا اظہار کرتے ہوئے
موضوع کی نشاندہی کر دی۔ کیونکہ نسبتاً مردوں کے خواتین کیلئے تحریری مواد اگر ہے بھی تو
بہت کم حالانکہ امت مسلمہ کا معتمدہ حصہ خواتین پر مشتمل ہے۔

اسی ضرورت کے پیش نظر اس موضوع پر لکھنے کا حکم فرمایا اور متعلقہ مواد فراہم کیا
اور قدم قدم پر اپنی معلومات افراد میں سے رہنمائی فرماتے رہے۔ جس بناء پر اگر یہ کہا
جائے کہ شروع سے آخر تک میری حیثیت ایک کاتب سے زیادہ کی نہیں تو مبالغہ نہ ہو گا۔
اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور امت کیلئے زیادہ سے زیادہ نافع
بنائیں۔ آمین اور قارئین سے درخواست ہے کہ رقم کو اور رقم کے والدین اور اساتذہ اور
ناشر کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد فرمائیں۔

خرم یوسف

متقلّم جامعہ اشرفیہ لاہور

۱۲ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ

۲۸ نومبر ۲۰۰۶ء

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفیہ نمبر
	﴿ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا﴾	۱۹
۱	سیدہ خدیجہؓ کا حضور ﷺ سے نکاح	۲۰
۲	ذہانت کی ایک عجیب مثال	۲۱
۳	سیدہ خدیجہؓ کا تجارت کی پیشکش کرنا	۲۲
۴	سیدہ خدیجہؓ بے مثل رفیقہ حیات	۲۳
۵	سیدہ خدیجہؓ کے گھر کی فضیلت	۲۵
۶	سب سے پہلے نماز پڑھنے کی سعادت	۲۶
۷	حضرت ﷺ کے تعلقات والوں سے محبت	۲۷
۸	سیدہ خدیجہؓ پہلی مسلمان	۲۸
۹	سیدہ خدیجہؓ کو رب العالمین کا سلام	۲۸
۱۰	شعب ابی طالب کی قید	۳۰
۱۱	شعب ابی طالب کی تکالیف اور وفات	۳۰
۱۲	خدمت اور تشفیٰ کا جذبہ	۳۵
۱۳	سادگی اپنوں کی دیکھ	۳۶
۱۴	ناگواری اور شکایت	۳۶

۳۶	اوے کا بدلہ	۱۵
۳۷	جنت میں حرم نبوت کی خواہش	۱۶
۳۸	اطاعت کی بے مثال مثال	۱۷
۳۸	خطره اور احتیاطی تدبیر	۱۸
۳۹	مجبوری اور اجازت	۱۹
۴۰	سچا خواب	۲۰
۴۰	ہاتھ کی لمبائی	۲۱
۴۲	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	
۴۲	حضور ﷺ کی زوجیت کا شرف	۲۲
۴۴	سیدہ کے تنگی گزرانے کے واقعات	۲۳
۴۶	زیادہ کھانے پر رونے کا دل کرنا	۲۴
۴۷	جهاد کی اجازت چاہنا	۲۵
۴۷	سیدہ کو مغفرت کی حرص	۲۶
۴۷	پانچ درهم کی قمیض	۲۷
۴۸	سیدہ کا پردے کا احتمام کرنا	۲۸
۴۸	سیدہ کے لئے نصرت خداوندی	۲۹
۴۹	سیدہ کی سخاوت	۳۰
۴۹	سخاوت ہوتا ہی	۳۱

۵۰	سیدہ کا نامینا سے پردا	۳۲
۵۰	نارخگی میں حضور ﷺ سے برتاو	۳۳
۵۱	سیدہ کو حضور ﷺ کی تکلیف گوارانہ تھی	۳۴
۵۱	سیدہ کا حضور ﷺ سے دوڑ کا مقابلہ	۳۵
۵۲	دنیا سے کنارہ کشی کی خواہش	۳۶
۵۲	سیدہ عائشہؓ کی تواضع کی انتہا	۳۷
۵۳	بھولی بسری داستان	۳۸
۵۳	سیدہ کو سوکنوں کا خیال	۳۹
۵۳	فقراہ کو کسی حال میں انکار نہ کرنا	۴۰
۵۴	انگور کا ایک دانہ	۴۱
۵۵	سیدہ کی عبادت صحیح	۴۲
۵۵	قرآن سے شغف	۴۳
۵۶	حب رسول ﷺ کی وجہ سے غیرت	۴۴
۵۶	حضرت عائشہ صدیقہؓ کی جستجو	۴۵
۵۷	مجمل اور جامع دعا	۴۶
۵۸	پروانہ مغفرت	۴۷
۵۹	جل علم و فضل اور اعتراف کم علمی	۴۸
۵۹	ساری رات کی عبادت	۴۹

۴۰	اللہ کے خاص نام کی حوصلہ	۵۰
۴۱	حضرت جبرايل علیہ السلام کو شکل انسانی میں دیکھنا	۵۱
۴۲	علوم میں کامل دسترس	۵۲
۴۳	قرأت سننے کا شغف	۵۳
۴۴	اطینان قلبی	۵۴
۴۵	خوف جہنم سے روانہ	۵۵
۴۶	جنس نسوانی پر حضرت عائشہؓ کا احسان	۵۶
۴۷	عورتوں کے پردہ کی فکر	۵۷
۴۸	لباس میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا طریقہ	۵۸
۴۹	پرانا کپڑا	۵۹
۵۰	حضور ﷺ کی محبوبیت کا شرف	۶۰
۵۱	تفاخر عائشہؓ کا اچھوتا پہلو	۶۱
۵۲	حضرت عائشہؓ کا تین باتوں کا عہد لینا	۶۲
۵۳	دنیا و آخرت میں حضور ﷺ کی زوجیت کا شرف	۶۳
۵۴	حج کے موقع پر رشد و ہدایت کرنا	۶۴
۵۵	بغیر چادر نماز پڑھنے پر تنبیہ کرنا	۶۵
۵۶	مصنوعی بال لگانے پر تنبیہ	۶۶
۵۷	سیدہ عائشہؓ گوئالت مقرر کرنا	۶۷

۶۹	اختلافی مسائل میں سیدہ عائشہؓ کا قول فیصل	۲۸
۷۰ سیدہ کا عقدہ کشائی کرنا	۲۹
۷۱ سیدہ عائشہؓ کا عظیم ایثار	۷۰
۷۱ سانپ کے قتل پر فدیہ ادا کرنا	۷۱
۷۱ شریعت کی پابندی کو مقدم کرنا	۷۲
۷۲ کنیت رکھنے کی تمنا	۷۳
۷۳ حضرت عائشہؓ کی احتیاط اور حضور ﷺ کی اجازت	۷۴
۷۴ عجیب سزا	۷۵
۷۴ سیدہ کی برکت سے امت پر آسانی	۷۶
۷۵ واقعہ افک	۷۷
۸۹ ہمام امداد میں حضرت خصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ﷺ	
۹۰ گوشہ نشینی سے نقصان	۷۸
۹۰ رفاقت نبی ﷺ کی خواہش	۷۹
۹۱ اعمال کی برکت	۸۰
۹۱ جائیداد کو وقف کرنا	۸۱
۹۲ نفلی روزہ اور قضاء	۸۲
۹۲ دجال کا خوف	۸۳
۹۳ علم کا شوق	۸۴

۹۳	تفہم فی الدین کا ملکہ	۸۵
۹۴	دارِ حفصہؓ میں حضور ﷺ کا بستر	۸۶
۹۷	(ام المؤمنین حضرت نسبت بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)	
۹۸	ام المساکین کی وجہ تسمیہ	۸۷
۹۸	حضرت ﷺ سے نکاح اور وفات	۸۸
۱۰۱	(ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)	
۱۰۲	دو ہری تکالیف اور ہجرت مدینہ	۸۹
۱۰۳	مصیبۃ پر اجر اور اس کا یقین	۹۰
۱۰۵	حضرت ﷺ کے حوالہ عقد میں	۹۱
۱۰۶	فترت شناسی	۹۲
۱۰۷	معاشرتِ رسول ﷺ کا نقشہ ایک بول میں	۹۳
۱۰۷	ملل جواب دیتا	۹۳
۱۰۷	عورتوں کا قرآن میں تذکرہ	۹۵
۱۰۸	ایک یادداشت	۹۶
۱۰۸	نایبنا سے پرودہ	۹۷
۱۰۹	پورش پر اجر و ثواب	۹۸
۱۰۹	فطرتی فیاضی	۹۹
۱۰۹	قرأت قرآن حضور ﷺ کے طرز پر	۱۰۰

۱۰۱	اہن عوف کو نصیحت	۱۱۰
۱۰۲	سماعتِ حدیث کا شوق	۱۱۰
۱۰۳	رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں غلام کا ہدیہ	۱۱۱
۱۰۴	ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا ﷺ	۱۱۵
۱۰۵	حرم نبوت میں داخلہ	۱۱۶
۱۰۶	سارا مال فوراً صدقہ کر دینا	۱۱۷
۱۰۷	دولت نہ رکھنے کی عادت	۱۱۷
۱۰۸	کثرتِ صدقہ	۱۱۸
۱۰۹	ایک جہادی ضرورت پوری کرنا	۱۱۹
۱۱۰	اتباع شریعت کو مقدم رکھنا	۱۱۹
۱۱۱	سوکن پر تہمت لگانے سے بچنا	۱۱۹
۱۱۲	سیدہ کے زہد و عبادت پر حضور ﷺ کی شہادت	۱۲۰
۱۱۳	سیدہ زینبؑ کی وصایا	۱۲۰
۱۱۴	حضور ﷺ کا سیدہ سے جملہ مزاح کہنا	۱۲۱
۱۱۵	ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ﷺ	۱۲۵
۱۱۶	سیدہ جویریہؓ کے نکاح کی برکات	۱۲۶
۱۱۷	چار کلمات کا ثواب	۱۲۶
۱۱۸	صدقہ اور ہدیہ	۱۲۷

۱۳۱	ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	
۱۳۲	حضور ﷺ سے نکاح اور خوشی کی انہا	۱۱۷
۱۳۳	خواب میں حضور ﷺ سے نکاح کی بشارت	۱۱۸
۱۳۴	دینی حمیت اور حب رسول ﷺ	۱۱۹
۱۳۵	ام حبیبہؓ کی وجہ تسمیہ اور ہجرت	۱۲۰
۱۳۵	بہن کیلئے خیر کی فکر کرنا	۱۲۱
۱۳۶	مداومتِ عمل	۱۲۲
۱۳۶	اتباع شریعت کی فکر	۱۲۳
۱۳۶	سوکنوں سے معافی	۱۲۴
۱۳۹	ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	
۱۴۰	یہرب کا چاند	۱۲۵
۱۴۰	سو نے کا ہدیہ	۱۲۶
۱۴۰	عداوت اور محبت	۱۲۶
۱۴۱	چھٹی حس	۱۲۷
۱۴۱	خاندان نبوت	۱۲۸
۱۴۲	صفیہؓ کی وجہ تسمیہ	۱۲۹
۱۴۲	سیدہ صفیہؓ کا اکرام	۱۳۰
۱۴۲	سیدہ صفیہؓ کا احسن سلوک	۱۳۱

۱۳۳	جذبہ ہمدردی	۱۳۲
۱۳۳	حصول رضا کیلئے سیدہ کا باکمال ایثار	۱۳۳
۱۳۴	اطہارِ عقیدت	۱۳۴
۱۳۵	حفظ ماتقدم	
۱۳۵	کھانا پکانے کا خاص سلیقه	۱۳۵
۱۳۵	آنحضرت ﷺ کی ولداری	۱۳۶
۱۳۹	ام المؤمنین حضرت ام میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	
۱۵۰	سیدہ کا حضور ﷺ سے نکاح	۱۳۷
۱۵۰	مشقت سے بچانا	۱۳۸
۱۵۱	ادائیگی قرض	۱۳۹
۱۵۱	پریشانی	۱۴۰
۱۵۱	تشفی دل کیلئے سوال	۱۴۱
۱۵۲	خوب تدبیر	۱۴۲
۱۵۲	صلہ رحمی	۱۴۳
۱۵۳	حضور ﷺ کی بات پر یقین کامل	۱۴۴



ام المؤمنین

حضرت خانم

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿ام المؤمنين حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا﴾

ختصر سوانحی خاکہ

اصل نام مع عرف / القب:

ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور لقب طاہرہ ہے۔

والدہ کا نام:

فاطمہ بنت زائدہ۔

والد کا نام اور خاندان:

خویلد، قریش از اولاد قصی۔

حضرور ﷺ سے پہلے کتنے نکاح ہوئے؟:

دو نکاح ہوئے۔ (۱) شیق بن عامر مخدومی۔ جو لاولد مرے۔ (۲) ابوہالہ
ہند بن نباش جن کے اولاد ہوئی۔

حضرور ﷺ سے کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

حضرور ﷺ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی
۳۰ سال تھی۔

کتنے عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

۲۵ برس یا ۲۳ برس چھ ماہ۔

وفات کب اور کہاں ہوئی؟:

مکہ مکرمہ میں جب کہ حضور ﷺ کی عمر ۵۰ سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ۶۵ سال تھی۔ (تاریخ اسلام ص ۳۰)

سیدہ خدیجہؓ کا حضور ﷺ سے نکاح:

مکہ کے سرداران اور بڑے بڑے ریکھس حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کے خواہش مند تھے مگر انہوں نے سب کو انکار کر دیا۔ لیکن نبی کریم ﷺ میں انہیں جو خوبیاں نظر آئیں ان کی وجہ سے ان کا رخ اس طرف ہو گیا۔ اور انہوں نے اپنی ایک سیکھی نفیسه بنت منیہ (فُقِيْسَةٌ = نون کے پیش اور فاء کے زبر کے ساتھ ہے۔ منیہ ان کی والدہ کی طرف نسبت ہے۔ بعض کتابوں میں بنت امیہ لکھا ہے۔ اور امیہ والد ہیں۔ یہ مشہور جلیل القدر صحابی یعلی بن امیہؓ کی بہن ہیں) کو اپنے دل کی بات بتا دی۔ تو یہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئیں۔ اور ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشتہ کے بارے میں بات کی۔ اور کہا اے محمد ﷺ! آپ کو شادی سے کیا چیز مانع ہے۔ آپؐ نے فرمایا میرے ہاتھ میں شادی کے لئے کچھ نہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اگر تمہیں کفایت ہو جائے اور خوبصورتی، مال، شرافت اور کفایت کی طرف دعوت ملے تو کیا حامی نہیں بھرو گے۔ آپؐ نے فرمایا وہ کون ہے۔ انہوں نے کہا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ میرے ساتھ کیسے ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا یہ میرے ذمہ ہے۔ آپؐ

نے فرمایا تھیک ہے میں تیار ہوں۔

نفیسہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کامیابی کی خبر لے کر لوٹیں۔ اور انہیں بتایا کہ حضور ﷺ شادی کے لئے تیار ہیں۔ تو خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے پچھا عمرہ بن اسد کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کی شادی کر دیں تو وہ آگئے اور حضور ﷺ آل عبدالمطلب کو لے کر آئے جن میں آپ کے پچھا حضرت حمزہ اور ابوطالب تھے۔ اور ان کا استقبال حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پچھا اور پچھا زاد بھائی ورقہ بن نوفل نے کیا۔ اور خطبہ ابوطالب نے پڑھا اور کہا جو مہر آپ چاہیں میں دینے کو تیار ہوں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ضعیف پچھا عمرہ بن اسد نے ان کی موافقت کی اور کہا کہ یہ وہ زر ہے جسے ناک میں زخم نہیں لگایا جاتا^(۱)۔

تو نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کر لی اور ان کا مہر میں جواں اوٹ دیئے گئے جنہیں ذبح کر کے لوگوں کو کھلا دیا گیا۔

(جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین ص ۲۰، ۲۱۔ ناشر: دارالاشاعت کراچی)

ذہانت کی ایک عجیب مثال:

علامہ ابن کثیرؓ نے نقل کیا ہے کہ نبوت کے بالکل ابتدائی زمانے میں حضور ﷺ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ جب وہ فرشتہ (جرائل علیہ السلام) آپؐ کے پاس آئے تو آپؐ اس کی اطلاع مجھ کو

(۱) یہ محاورہ ہے جو ایسے معزز شخص کے لئے بولا جاتا ہے جو برابری کا ہو۔ عربوں کے ہاں رواج تھا کہ وہ جب کسی زاوٹ کو خراب نسل دیکھتے تو اس کی ناک میں زخم لگا دیتے تاکہ وہ اونٹی کے پاس نہ جائے۔ اور اگر اچھی نسل کا ہوتا تو اس کو ایسا نہیں کرتے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پچھا کی مراد یہ تھی کہ ان کا رشتہ ٹھکرایا نہیں جا سکتا۔ ۱۲

دیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ کہا کہ اب آئے تو مجھ کو ضرور اطلاع دیجئے۔ چنانچہ جب حضرت جبرایل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اے خدیجہ! جبرایل علیہ السلام آئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا اس وقت آپ کو نظر آ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں، مجھ کو نظر آ رہے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ انھ کر میری دائیں جانب بیٹھ جائیں۔ چنانچہ حضور ﷺ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ اس وقت آپ کو جبرایل نظر آ رہے ہیں۔ فرمایا ہاں نظر آ رہے ہیں۔ پھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے کہا کہ آپ میری گود میں بیٹھ جائیے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں بیٹھ گئے۔ پھر پوچھا کہ کیا اب بھی آپ کو حضرت جبرایل علیہ السلام نظر آ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں نظر آ رہے ہیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سر سے اپنی اوڑھی ہوئی چادر ہٹا کر سر کھولا اور پوچھا کہ کیا اب بھی آپ کو جبرایل علیہ السلام نظر آ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اب تو نظر نہیں آ رہے۔ یہ سن کر سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یقین تکچھ یہ فرشتہ ہی ہے اور آپ ثابت رہیں اور نورِ نبوت کی خوشخبریاں قبول فرمائیں۔ کیونکہ اگر یہ شیطان ہوتا تو میرا سرد کیکھ کر غائب نہ ہوتا۔ چونکہ یہ فرشتہ ہے اس لئے حیادار ہے۔

(ازواج مطہرات حیات و خدمات ص ۲۳۲۔ بحوالہ اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۳۷)

سیدہ خدیجہؓ کا تجارت کی پیشکش کرنا:

حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ کی خواتین میں مال، شرافت اور مرتبے کی حیرت انگیز مثال تھیں۔ ان کی بڑی وسیع تجارت تھی یہ باعتہاد لوگوں کو

متاجر بنا کر ان کا حصہ مقرر کر کے انہیں تجارت کے لئے بھیجا کرتی تھیں۔ اسی دوران حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک امانت دار نوجوان (حضرت) محمد بن عبد اللہ (ابھی تک حضور ﷺ کو نبوت نہیں ملی تھی) سے واقف ہوئیں جن کا نسب ان کے نبض سے قصی بن کلاب (خدیجہ بنت خولید بن اسد بن عبد العزیز بن قصی) میں جا کر ملتا تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی دور اندیش اور ذوفراست معروف تھیں۔ وہ صحیح و شام حضور ﷺ کے مہکتے واقعات سن کرتی تھیں۔

اسی لئے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہیں تجارت کے لئے بھیجنے کی طرف راغب ہوئیں۔ تو انہیں پیغام بھیجا اور کہا تمہاری سچائی اور عظیم امانت داری اور اچھے اخلاق کی وجہ سے میں تمہیں پیغام بھجوانے پر مجبور ہوئی ہوں میں آپ کی تجارت میں آپ کی قوم کے لوگوں سے دگنا حصہ آپ کو دوں گی۔ تو نبی ﷺ نے اس پیشکش کو قبول فرمایا اور جب ابوطالب نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیشکش کا سات تو آنحضرت ﷺ کو کہا کہ یہ رزق اللہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ (جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین ص ۱۸۔ دارالاشاعت کراچی)

سیدہ خدیجہؓ بے مثل رفیقة حیات:

رسول اللہ ﷺ کو جب رسالت ملی اور جبرائیل امین علیہ السلام نے آپؐ کو پہلی وحی الہی پہنچائی تو اس حیرت انگیز واقعہ سے آپؐ کی طبیعت پر شدید اثر ہوا۔ آپؐ غابر حراء سے گھر تشریف لائے اور آپؐ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پورا واقعہ بیان کیا، اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ مجھ کو اپنی جان کا خطرہ ہے نیز فرمایا کہ زملوںی زملوںی، مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپؐ کو کپڑا اوڑھا دیا۔ کچھ دیر کے بعد جب طبیعت سنبھلی تو

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو دلاسہ اور تسلی دی اور فرمایا۔ ہرگز نہیں! اللہ آپ کو کبھی رسوان نہیں کرے گا آپ رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہیں۔ مہماںوں کی تواضع کرتے ہیں۔ غریبوں، کمزوروں کی دشیری فرماتے ہیں، امانت گزار ہیں۔ مصیبت کے وقت لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ اللہ آپ کو کبھی تہا نہیں چھوڑے گا۔ اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر سے نکلیں اور ایک عیسائی راہب کے پاس گئیں۔ یہ راہب مکہ کے قریب رہتا تھا۔ راہب نے انہیں دیکھ کر پوچھا اے قبلہ قریش کی معزز و محترم خاتون! آپ اس وقت کیسے تشریف لائیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں اس لئے آئی ہوں کہ آپ مجھ کو جبرائیل امین علیہ السلام کے بارے میں بتائیں کہ وہ کون ہیں۔ راہب نے کہا سبحان اللہ وہ اللہ کا پاک فرشتہ ہے۔ وہ پیغمبروں (علیہم السلام) کے پاس آتا ہے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی آیا تھا۔ اس کے بعد سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک اور عیسائی عالم کے پاس گئیں۔ جس کا نام عداس تھا۔ اس سے بھی آپ نے یہی سوال کیا۔ عداس نے جواب دیا۔ جبرائیل علیہ السلام خدا کے فرشتے ہیں۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس اس وقت بھی تھے جب اللہ نے فرعون کو غرق کیا تھا۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی آئے۔ ان کے ذریعے سے اللہ نے ان کی مدد فرمائی۔ اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے پچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو اس زمانے کے مشہور نصرانی عالم تھے اور گزشتہ الہامی کتابوں توریت، زبور، انجیل پر بڑا عبور رکھتے تھے۔ اور انہوں نے انجیل کا ترجمہ سریانی زبان سے عربی میں بھی کیا تھا۔ ورقہ بن نوفل نے حالات سننے کے بعد کہا کہ اے خدیجہ! اگر تم نے حق کہا ہے تو یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا اور اب محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آیا ہے۔

سیدہ خدیجہؓ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر واپس آئیں اور حضور ﷺ کو لے کر دوبارہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں۔

(ازدواج مطہرات حیات و خدمات ص ۲۱-۲۲۔ مؤلف، ڈاکٹر حافظ قاسمی میاں قادری، ناشر، دارالاشاعت کراچی)

سیدہ خدیجہؓ کے گھر کی فضیلت:

حضرت خدیجہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے اسلام کا نور چکا اور ساری دنیا کو منور کر دیا۔ تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ یہ گھر پھلدار، زرخیز اور مبارک جگہ قرار پائی۔

اس گھر کی ایک برکت تو یہ تھی کہ حضرت خدیجہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود اور ان کی صاحبزادیاں (بناتِ رسول ﷺ) سب سے پہلے اسلام لائیں۔ بلکہ ہر وہ شخص جو اس گھر کی چھت کے نیچے تھا۔ اس نے اسلام لانے میں پہلی کی۔ اور حضرت علیؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ دونوں پہلے اسلام لائے اور یہ آنحضرت ﷺ کے خاندان کے تحت حضرت خدیجہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مبارک گھر میں قیام پذیر تھے۔

حضرت خدیجہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس گھر کو بڑی مبارک فضیلت اور مرتبہ حاصل ہے۔ محبت طبری نے لکھا ہے کہ حضرت خدیجہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر مکہ میں مسجد حرام کے بعد سب سے زیادہ افضل جگہ تھی۔ واللہ اعلم (اور یہ بات غالباً اس لئے کہی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ طویل عرصے اس میں مقیم رہے اور اس میں آپؐ پر وحی نازل ہوتی رہی)۔

(حضرت معاویہؓ نے خلیفہ بنے کے بعد اس کو خرید لیا اور اسے مسجد بنا دیا

جس میں نماز پڑھی جاتی ہے)

(جنت کی خوبخبری پانے والی خواتین ص ۲۶ بحوالہ شفاء الغرام باخبر البلد الحرام ص ۳۳۸ ج ۱)

سب سے پہلے نماز پڑھنے کی سعادت:

ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ وہ نمازیں سب سے پہلے پڑھیں جو نماز خمسہ کے فرض ہونے سے پہلے تھیں یعنی دو صبح اور دو رکعت رات کو۔

امام ابن اسحاقؓ نے ذکر کیا ہے کہ جب نماز آنحضرت ﷺ پر فرض ہوئی تو جبرايل علیہ السلام تشریف لائے اور حضور ﷺ مکہ سے آگے کسی اوپنی جگہ پر تھے تو حضرت جبرايل علیہ السلام انہیں پیچھے وادی میں لے گئے وہاں سے ایک چشمہ جاری ہو گیا تو حضرت جبرايل علیہ السلام نے وضو کیا اور پھر دو رکعتیں چار بجود کے ساتھ پڑھیں۔ پھر آپؐ لوٹ آئے اور آپؐ کی آنکھیں سرور سے اور دل خوشی سے لبریز تھا۔ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ تھام کر اس چشمے تک لائے اور حضرت جبرايل امین علیہ السلام کی طرح وضو کیا اور پھر دو رکعتیں چار بجود کے ساتھ دونوں نے پڑھیں پھر اس کے بعد آپؐ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھپ کر نماز پڑھنے لگے۔

(جنت کی خوبخبری پانے والی خواتین ص ۲۸۔ ناشر، دارالاشاعت کراچی)

حضور ﷺ کے تعلقات والوں سے محبت:

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ تقریباً چوتھائی صدی (۲۴ سال اور چند ماہ) کے قریب عرصہ گزارا اور اپنی اس مبارک زندگی میں اپنے شوہر کی ہمدرد اور دل جو زوج ثابت ہوئیں۔ وہ آپؐ کے ساتھ ہر

غم و خوشی میں شریک ہوئیں۔ اور آپ کی خوشی اور رضا کا لحاظ رکھتیں اور جن سے آپ کو انسیت ہوتی (جن لوگوں سے آپ کو تعلق و محبت ہوتی) ان سے نیک سلوک روا رکھتیں تاکہ آپ کے دل میں ان کا رتبہ بڑھے۔ ان کے نیک سلوک اور کرم کی وہ ادائیں سامنے آئیں جنہوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اوپنے اور باعزت مرتبے پر فائز کر دیا۔

ایک سال لوگوں کو قحط کا سامنا کرنا پڑا (یہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہونے کے بعد کی بات ہے) اسی سال حضرت حلیمه سعدیہ (رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ) آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لاٹیں اور جب واپس لوٹیں تو ان کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دیا ہوا ایک اونٹ تھا۔ جس پر پانی لدا تھا۔ اور چالیس بکریاں بھی ساتھ دیں۔

اور ان کا یہ سلوک اس کے بعد بھی ظاہر ہوا کہ جب بھی آنحضرت ﷺ کی پہلی رضاعی والدہ حضرت ثوبیہ تشریف لاٹیں تو ان کا خوب اعزاز و اکرام کرتیں حضور ﷺ سے تعلق کی بناء پر۔

(جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین ص ۲۷-۲۸ ناشر۔ دارالاشاعت کراچی)

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلی مسلمان:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک نہایت بلند پایہ خاتون تھیں۔ جب حضور ﷺ لوگوں کو کفر و شرک کے گھٹاٹوپ اندریوں سے نکال کر توحید خداوندی کی روشن شاہراہ پر چلانے کیلئے مکہ کے گلی کوچوں میں لوگوں کو پکار رہے تھے۔ تو فضائے عالم سے ایک آواز ان کی تائید میں اٹھی جبکہ تمام جزیرہ عرب ایک پیکر تصویر بنانا ہوا تھا، لیکن اس عالمگیر خاموشی میں جس آواز نے فضائے مکہ میں تموج پیدا

کر دیا وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آواز تھی۔ جوان کے قلب کی اہم گہرائیوں سے بلند ہوئی تھی، اور جو اس ظلمت کدھ کفر و ضلالت میں انوار الہی کی دوسری تخلی گاہ تھی۔

(مسند احمد ص ۲۲۲ جلد ۳)

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بتوں سے بیزاری:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۲۵ سال نبوت کے جبارہ عقد میں رہیں۔ اس سے قبل تقریباً ۲۸ سال انہوں نے جاہلیت میں گزارے لیکن اپنے پچاڑوں بھائی ورقہ بن نوفل کی طرح اس مقدس خاتون نے جاہلیت ہی میں بت پرستی ترک کر دی تھی، چنانچہ مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

بخدا! میں کبھی بھی لات و عزمی کی پرستش نہ کروں گا۔ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا۔ لات کو جانے دیجئے، عزمی کو جانے دیجئے یعنی ان کا ذکر بھی نہ کیجئے۔

(مسند احمد جلد ۳ ص ۲۲۲)

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رب العالمین کا سلام:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی اس میں ہر طرف سے دھن برستا تھا۔ وہ منہ میں چاندی کا چچے لے کر پیدا ہوئیں۔ (یہ محاورہ ہے) حضور ﷺ کے ساتھ شادی سے قبل آپ دولت میں کھیلتی تھیں۔ قریباً سارا مکہ اور اس کی پیشتر آبادی آپ کے مال تجارت پر اپنی زندگی کی گزران کرتا تھا۔ بیسیوں نوکر چاکر اور خادماں میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے کام کرنے

میں اپنے لئے فخر محسوس کرتی تھیں۔ لیکن جو نبی حضور ﷺ کے جبارہ عقد میں آئیں۔ اپنی پوری زندگی آپ کے قدموں میں تج کر دی۔ گھر کا ہر کام اپنے ہاتھوں سے خود کرتیں اور آپ کی خدمت کرنے میں کوئی دیققہ اخھانہ رکھا۔ اس صبر اور خدمت کا اجر بارگاہ خداوندی سے یہ ملا کہ خود رب العزت کے سلام آنے لگے، چنانچہ بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ جبریلؑ نے سرکار دو عالم ﷺ سے عرض کی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے پاس برتن میں کھانے کی کوئی چیز لا رہی ہیں۔ جب وہ آپ کے پاس آئے تو انہے ان کے رب کا اور میرا سلام پہنچا دیجئے۔

فائدہ (یہ سلام و پیام تب آئے جب حضرت خدیجہؓ نے اپنا سارا مال و متاع اللہ کے دین کو پھیلانے کیلئے حضور ﷺ کے حکم پر خرچ کر دیا۔ لہذا معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا قرب حاصل کرنے کیلئے اپنی جان و مال کو اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے پچاہو رکنا پڑتا ہے۔ تب جا کر قرب الہی حاصل ہوتا ہے۔)

(بخاری حدیث نمبر ۲۸۲۰ مسلم حدیث نمبر ۲۳۲۲)

شعب ابی طالب کی قید:

جب محرم الحرام یعنی میں قریش مکہ نے متفقہ طور پر ایک تحریری معاهدہ لکھ کر نبی اکرم ﷺ اور بنوہاشم اور ان کے حامیوں سے یک قلم تمام تعلقات منقطع کرنے اور بنوہاشم اور بنو عبدالمطلب کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔ بنوہاشم میں سے سوائے ابوالہب کے ہر شخص اس گھائی میں محصور ہو گیا۔ ابوالہب قریش کے ساتھ رہا۔ یہ محاصرہ تین سال تک رہا۔ حصار سخت تکلیف دہ تھا۔ یہاں تک کہ بھوک سے بچوں کے بلبانے کی آواز باہر سنائی دینے لگی۔ سنگ دل بلبانے کی آواز سن سن کر خوش ہوتے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شعب

ابی طالب میں تمام بنو ہاشم کے ساتھ مخصوص تھیں اور ہر وہ تکلیف برداشت کر رہی تھیں جو دوسرے مخصوصین کو دی جاتی تھی۔

دراصل یہ ایک پہاڑ کا درہ تھا جو خاندان بنو ہاشم کا موروثی تھا۔

(ملاحظہ۔ سیرۃ النبی جلد ۱۔ ص ۲۳۵ تعلیق) (تاریخ التواریخ جلد ۲ ص ۳۲۱۔ العقد الفرید صفحہ ۹۶ جلد ۳)

شعب ابی طالب کی تکالیف اور وفات :

حضور ﷺ کے ساتھ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شعب ابی طالب سے باہر آئیں، لیکن اب مسلسل تکالیف و مصائب کے باعث حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صحت دن بدن خراب ہوتی گئی۔ آخر نکاح کے بعد ۲۵ سال زندہ رہ کر ماہ رمضان یا شوال ۱۰ نبوی میں یعنی ہجرت سے تین سال قبل اس دنیا سے رخصت فرمائیں۔ رمضان یا شوال ہی میں پہلے ابوطالب کا انتقال ہوا پھر تین یا پانچ دن بعد سید خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک ۶۲ سال ۲ ماہ تھی۔ چونکہ نمازِ جنازہ اس وقت تک شروع نہیں ہوئی تھی۔ لہذا انہیں بھی اسی طرح دفن کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ خود ان کی قبر میں اترے اور انہی سب سے زیادہ نگلسار یوں کو قبر کی آغوش میں رکھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر جنت المعلی (جون) میں ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال سے تاریخ اسلام کا ایک نیا دور شروع ہوا، اور یہ زمانہ سرکار دو عالم ﷺ کی زندگی کا سخت ترین زمانہ ہے۔ تاریخ اسلام میں یہ سال عام الحزن کے نام سے مشہور ہے۔

(تفہیر القرطبی جلد ۱۳ ص ۱۶۳۔ الاصابہ جلد ۷ ص ۲۰۵)

خدمت اور تشفی کا جذبہ:

حضور نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں آتے ہی سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا نے اپنا سارا مال و اسباب آپ[ُ] کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ اس سے آپ کو
ذکرِ معیشت سے نجات مل گئی۔ اب حضور ﷺ تھے اور عبادت خداوندی۔ حضرت
خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے جبالہ عقد میں آنے کے پہلے دن سے ہی آپ
کی خدمت گزاری میں جان و مال سے ایسی مصروف ہو گئیں کہ گویا باندی ہیں۔ تادم
مرگ ان سے کوئی ایسا امر ظہور پذیر نہیں ہوا جس سے آپ کو رنج ہوا ہو بلکہ جب
کبھی کوئی ایسا واقعہ پیش آیا جس سے حضور ﷺ کو پریشانی لاحق ہوتی ہو تو سیدہ
خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہمیشہ آپ کی تشقی اور دل جمعی کی اور آپ[ُ] کی بعثت
کے بعد جب کفارِ مکہ آپ[ُ] کا استہزاء اور تمثیر اڑاتے جو حضور ﷺ کو ناگوار گزرتا تو
اکثر سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی گرانی طبیعت کو اپنی تسلی آمیز باتوں
سے ہلاک کرتی تھیں۔ ہرام میں مطیع و فرماں بردار تھیں۔ اور حضور ﷺ بھی ہر بات
میں آپ سے مشورہ لیتے۔ (اسی کو ابن ہشام نے ان الفاظ کا جامہ پہنایا ہے
وکانت وزیرہ صدق علی الاسلام۔ یعنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام کے
متعلق رسول اللہ صلیع کی سچی مشیر کارتھیں۔

(ابن ہشام جلد ۱۔ دلائل نبوة یہودی جلد ۲ ص ۳۵۲ عیون الاثر ص ۲۲۷ جلد ۱)

ام المؤمنین

حضرت سیده زینب (ع)

﴿ام المؤمنين حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا﴾

مختصر سوانحی خاکہ

اصل نام اور والدہ کا نام:

ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دختر شموس بنت قبس۔

والد کا نام اور خاندان:

زمعہ۔ قریش ازاولاد لوی۔

حضور ﷺ سے پہلے کس سے نکاح ہوا؟:

سکران بن عمر و بن عبد وود۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

نبوت سے دسویں برس اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضور ﷺ کی عمر ۵۰ سال نیز حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ۵۰ سال تھی۔

کتنے عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں:

تقریباً ۱۷ برس۔

وفات کب اور کہاں ہوئی:

مدینہ منورہ سن ۱۹ ہجری پھر ۷۲ سال۔ (تاریخ اسلام ص ۳۰-۳۱)

سادگی اپنوں کی دلکشی:

حضرت محمد بن سیرینؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سودہؓ کے پاس درہموں سے بھرا ہوا تھیلا بھیجا۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لانے والوں نے بتایا یہ درہم ہیں تو (حیران ہو کر تعجب سے) فرمایا ارے کھبوروں کی طرح تھیلے میں درہم۔ (یعنی اتنے بڑے تھیلے میں تو کھبوروں میں ذاتی جاتی ہیں درہم تو تھوڑے ہوا کرتے ہیں۔ حضرت عمر نے بہت زیادہ درہم بھیج دیئے ہیں) اور پھر انہوں نے وہ سارے درہم تقسیم کر دیئے۔

حیات الصحابہ ج ۲ ص ۳۰۹ بحوالہ (الاصابة ج ۲ ص ۳۲۹)

ناؤں کی اور شکایت:

ایک مرتبہ قضاۓ حاجت کے لئے صحرائیں جاری تھیں۔ راستہ میں سیدنا عمرؓ کی نظر پڑگئی۔ چونکہ سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دراز قد تھیں۔ اس وجہ سے سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہچان لیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ازواج مطہرات کا باہر نکلنا اچھا نہیں لگتا تھا، اور وہ نبی اکرم ﷺ کے حضور پر دہ کی تحریک بھی کر چکے تھے لہذا بولے: سودہ! میں نے تمہیں پہچان لیا سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات ناؤں کی اور نبی اکرم ﷺ کے پاس جا کر شکایت کی۔ اس واقعہ کے بعد آیت جاپ نازل ہوئی۔

(صحیح بخاری جلد اص ۲۶)

ادلے کا بدلہ:

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں مقیم

تھے اور ان کی باری کا دن تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کیلئے حلوہ تیار کیا اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پر لاکیں، اور حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی سامنے بیٹھی تھیں۔ ان سے کہا کہ آپ بھی کھائیں۔ حضرت سودہؓ کو یہ بات گراں گزری کہ جب حضور ﷺ میرے گھر میں تھے اور میری باری کا دن تھا تو پھر یہ حلوہ پکا کر کیوں لاکیں؟ اس لئے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انکار کر دیا کہ میں نہیں کھاتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یہ حلوہ کھاؤ، اور اگر نہیں کھاؤ گی تو پھر یہ حلوہ تمھارے منہ پر مل دوں گی۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں تو نہیں کھاؤں گی، چنانچہ حضرت عائشہ نے تھوڑا سا حلوہ اٹھا کر حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے منہ پر مل دیا۔ اب حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! انہوں نے میرے منہ پر حلوہ مل دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں آیا ہے:

”وجزاء سینة ستة مثلها“

یعنی کوئی شخص اگر تمھارے ساتھ برا سلوک کرے تو تم بھی بدلتے میں اس کے ساتھ برابر کا برا سلوک کر سکتے ہو۔ اب انہوں نے تمھارے منہ پر حلوہ مل دیا ہے تو تم بھی ان کے چہرے پر حلوہ مل دو، چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تھوڑا سا حلوہ اٹھا کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے پر مل دیا اب دونوں کے چہروں پر حلوہ ملا ہوا ہے اور یہ سب حضور ﷺ کے سامنے ہو رہا ہے۔

(شوہر کے حقوق اور اس کی حیثیت ص ۲۸ بحوالہ مجمع الزوائد لل熹عی ج ۲ ص ۳۶)

جنت میں حرم نبوت کی خواہش:

سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی عمر کی ہو چکی تھیں۔ اچانک ان کو یہ

خیال آیا کہ کہیں حضور ﷺ مجھ کو طلاق نہ دے دیں۔ لہذا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے شوہر والی خواہش تو نہیں ہے۔ آپ مجھے اپنے نکاح میں برقرار رکھیں اور میری باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا کریں۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ روزِ محشر آپؐ کی بیویوں میں میرا حشر ہو، چنانچہ آپؐ نے اسے منظور فرمایا۔

(ازواج مطہرات حیات و خدمات ص ۸۱۔ مؤلف: ذاکر حافظ حقانی میاں ناشر دارالاشعاعت کراچی)

اطاعت کی بے مثل مثال:

سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اخلاق نبوت کی ایک جنتی جاگتی تصویر تھیں۔ اطاعت و فرمانبرداری تو ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ججۃ الوداع کے موقع پر اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا: میرے بعد گھر میں بیٹھنا۔ سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے اس فرمان پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کیلئے نہ گئیں۔ فرماتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کرچکی ہوں اور اب رسول ﷺ کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔ امام احمد بن حنبلؓ کی روایت کے مطابق سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے انتقال کے بعد کوئی حج نہیں کیا بلکہ برابر گھر میں بیٹھی رہیں بلکہ فرمایا کرتی تھیں کہ بخدا! رسول ﷺ کے فرمان کے بعد اپنی جگہ سے نہیں ہلیں گی۔

(مسند احمد جلد ۶ ص ۳۲۲)

خطره اور احتیاطی تدبیر:

ایک مرتبہ سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے کہا کہ کل میں نے آپ کے پیچے نماز پڑھی۔ آپ اتنی دیر تک رکوع میں رہے کہ مجھے اندیشہ ہو

نے لگا کہ کہیں میری نکیر ہی نہ پھوٹ جائے اور خون بننے لگے۔ اس لئے میں اپنی تاک پکڑے رہی۔ یہ سن کر حضور ﷺ بہت مسکرائے۔

(ازواج مطہرات۔ حیات و خدمات۔ ص ۸۰ مؤلفہ ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری ناشر دارالاشعاعت کراچی)

مجبوری اور اجازت:

سَاهِ میں حضور اکرم ﷺ نے حج فرمایا۔ اس موقع پر سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ کے ہمراہ تھیں۔ چونکہ آپ بلندoba اور فربہ اندام تھیں اس وجہ سے تیزی کے ساتھ چل پھرنا سکتی تھیں۔ بلکہ ست رفتار تھیں۔ لہذا رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی کہ لوگوں کے مزدلفہ روانہ ہونے سے قبل ان کو جانے کی اجازت دی جائے۔ حضور نے اجازت مرحمت فرمادی۔ چنانچہ وہ لوگوں سے پہلے مزدلفہ روانہ ہو گئیں۔

(بخاری حدیث ۱۶۸۰-۱۶۸۱ مسلم حدیث ۱۲۹۰)

سچا خواب:

ابن سعد نے ایک روایت نقل کی ہے کہ سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں تو انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سامنے سے تشریف لارہے ہیں اور انہوں نے آ کر ان کی گردن کو چھووا ہے یہ خواب انہوں نے اپنے خاوند سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ میں انتقال کر جاؤں گا، اور تیرا نکاح سرکار دو عالم ﷺ سے ہوگا۔ پھر ایک اور رات انہوں خواب میں دیکھا کہ وہ سوئی ہوئی ہیں اور ان پر چاند ٹوٹ کر گرا ہے۔ یہ خواب بھی انہوں نے اپنے خاوند سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا اگر تمہارا خواب سچا ہے تو اس

کی تعبیر یہ ہے کہ میں تھوڑے عرصے کے بعد انتقال کر جاؤں گا۔ چنانچہ اسی روز حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار پڑے اور تھوڑے دنوں کے بعد انتقال ہو گیا، اور پھر کچھ عرصہ کے بعد سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور صلیم سے ہو گیا۔

(طبقات ابن سعد ص ۵۶ جلد ۸)

ہاتھ کی لمبائی:

ایک مرتبہ ازدواج مطہرات "بارگاہ رسالت" میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے سب سے پہلے کون مرے گا؟ آپ نے جواب دیا جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے۔ ازدواج مطہرات نے اس کے ظاہری معنی سمجھے اور آپس میں ہاتھ نانپانا شروع کر دئے۔ سب سے بڑا اور لمبا ہاتھ سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا۔ لیکن جب پہلے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مقصود سخاوت تھی۔

(کشف الاستار جلد ۳ ص ۲۲۳)

ام المؤمنين

حضرت عائشہ صدیقہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مختصر سوانح خاکہ

اصل نام مع لقب:

حیبہ محترم ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صدیقہ لقب

والدہ کا نام:

ام رومان زینت

والد کا نام اور خاندان:

صدیق اکبر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا قریشی۔ ازاولاد مرہ

پہلے نکاح ہوا یا نہیں:

حضور ﷺ سے پہلے کسی سے نکاح نہیں ہوا۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

نبوت کے گیارہوں برس شوال کے مہینے میں یعنی جب حضور ﷺ کی عمر مبارک ۵۰ سال ۶ ماہ تھی نکاح ہوا۔ تین سال بعد ہجرت کے پہلے شوال میں رخصتی ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر بوقتِ نکاح ۶ سال اور بوقتِ رخصتی ۹ سال تھی۔

کتنے عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟

۹ برس ۵ ماہ تقریباً

وفات کب اور کہاں ہوئی؟

مدینہ طیبہ مس ۷ ا رمضان المبارک ۷۵ھ کو بھر ۲۳ سال وفات پائی۔

(تاریخ اسلام ص ۳۱)

حضرت ﷺ کی زوجیت کا شرف:

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد یا متصل ماہ شوال سن ۱۰ نبوی میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ خولہ بنت حکیم نے آپ کی طرف سے جا کر پیام دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے جبیر سے عائشہ کا پیام دیا تھا۔ جس کو میں منظور کر چکا ہوں۔ واللہ ما اخالف ابو بکر وعداقط۔ (اور خدا کی قسم ابو بکر نے کبھی کوئی وعدہ خلافی نہیں کی)

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہہ کر سیدھے مطعم کے گھر پہنچے اور مطعم سے مخاطب ہو کر کہا کہ نکاح کے متعلق کیا خیال ہے۔ مطعم کی بیوی بھی سامنے تھی۔ مطعم نے بیوی سے مخاطب ہو کر کہا تمہاری کیا رائے ہیں مطعم کی بیوی نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہارے یہاں نکاح کرنے سے مجھ کو قوی اندیشہ ہے کہ کہیں میرا بچہ صابی یعنی بے دین ہو جائے اور اپنا آبائی دین چھوڑ کر تمہارے دین میں نہ داخل ہو جائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطعم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے مطعم تم کیا کہتے ہو۔ مطعم نے کہا میری بیوی نے

جو کہا وہ آپ نے سن لیا۔

جس عنوان سے مطعم اور اس کی بیوی نے متفقہ طور پر انکار کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو سمجھ گئے اور یہ محسوس کر لیا کہ وعدہ کی ذمہ داری اب مجھ پر باقی نہیں رہی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے اٹھ کر گھر آئے اور خولہ سے کہہ دیا کہ مجھ کو منظور ہے۔ آنحضرت ﷺ جس وقت چاہیں تشریف لاائیں۔

چنانچہ آپ تشریف لائے اور نکاح پڑھا گیا اور چار سو درہم مہر مقرر ہوا۔ ہجرت سے تین سال قبل ماہ شوال سن ۱۰ نبوی میں نکاح ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر اس وقت چھ سال تھی۔ ہجرت کے سات آٹھ مہینہ بعد شوال ہی کے مہینہ میں رخصتی اور عروسوی کی رسم ادا ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر نو سال اور کچھ ماہ کی تھی۔

(سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص ۹۵-۲۹۲)

سیدہؓ کے تنگی گزران کے واقعات:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والوں نے ایک رات ہمارے ہاں بکری کی ایک ٹانگ بھیجی۔ میں نے اس ٹانگ کو پکڑا اور حضور ﷺ نے اس کے ٹکڑے کے یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے پکڑا اور میں نے ٹکڑے کئے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس سے بھی یہ حدیث بیان کرتیں اس سے یہ بھی فرماتی کہ یہ کام چدائی کے بغیر ہوا۔

(حیات الصحابة ج ۱ ص ۳۹۲۔ بحوالہ اخبارہ احمد و رواۃ رواۃ الحسن)

طبرانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا اے ام المؤمنین! (کیا یہ کام) چراغ کی روشنی میں ہوا تھا؟ انہوں نے کہا اگر ہمارے پاس چراغ جلانے کے لئے تیل ہوتا تو ہم اسے پی لیتے۔

(حیات الصحابة ج ۱ ص ۳۹۲ بحوالہ کذافی الترغیب ج ۵ ص ۱۵۵)

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں۔ اے میرے بھائیجے اللہ کی قسم! ہم ایک چاند دیکھتے، پھر دوسرا، پھر تیسرا۔ دو مہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے اور حضور ﷺ کے گھروں میں آگ بالکل نہ جلائی جاتی۔ میں نے کہا۔ اے خالہ جان! پھر آپ لوگوں کا گزارہ کیسے ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا دو کالی چیزوں پر سمجھو اور پانی پر۔ البتہ حضور ﷺ کے پڑویں النصار تھے۔ جن کے پاس دودھ والے جانور تھے۔ وہ ان کا دودھ حضور ﷺ کے پاس بھیج دیا کرتے جو حضور ﷺ ہمیں پلا دیا کرتے۔

(حیات الصحابة ج ۱ ص ۳۹۳ بحوالہ اخراجہ الشیخان کذافی الترغیب ج ۵ ص ۱۵۵) (واخرجه ایضاً ابن جریر نحوہ و اخرجه احمد باسنا دسن کمانی الجمیع ج ۱۰ ص ۳۱۵)

زیادہ کھانے پر رونے کا دل کرنا:

حضرت مسیح ورق کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے میرے لئے کھانا منگایا اور فرمایا میں جب بھی پیٹ بھر لیتی ہوں اور رونا چاہوں تو روکتی ہوں۔ میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے فرمایا مجھے وہ حال یاد آ جاتا ہے۔ جس حال پر حضور ﷺ نے اس دنیا کو چھوڑا تھا۔ اللہ کی قسم! آپ نے کبھی بھی ایک دن میں روٹی اور گوشت دو مرتبہ

پیٹ بھر کرنیں کھایا۔

(حیات الصحابة ج ۱ ص ۳۹۳، بحوالہ اخربہ الترمذی کذافی الترغیب ج ۵ ص ۱۳۸)

جہاد کی اجازت چاہنا:

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے جہاد کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا عورتوں کا جہاد حجّ ہے۔ اس فرمان کے سننے کے بعد وہ اس کی پابندی اس شدت سے کرتی تھیں کہ ان کا کوئی سال حجّ سے کم ہی خالی جاتا تھا۔

(سیرت عائشہ ص ۱۰۰، بحوالہ بخاری باب حجّ النساء)

سیدہ کو مغفرت کی حرص:

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرفہ کے دن روزہ رکھا۔ اس روزگری اس قدر شدید تھی کہ لوگ سروں پر پانی ڈالتے تھے کسی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مشورہ دیا کہ روز توڑ دیجئے فرمایا جب سے حضور ﷺ سے سن چکی ہوں کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے سال بھر کے گناہ معاف ہوتے ہیں تو میں روزہ کیسے توڑ سکتی ہوں؟ (حالانکہ روزہ توڑنے کا جواز تھا مگر یہ ان کا تقویٰ اور قربانی تھی کہ روزہ نہ توڑا۔)

(سیرت عائشہ ص ۱۳۵، بحوالہ مند احمد ص ۱۳۸ جلد ۶)

پانچ درہم کی قمیض:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ان کی ایک باندی بیٹھی ہوئی تھی۔ جس

نے پانچ درہم والی قمیض پہن رکھی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس آدمی سے کہا ذرا میری اس باندی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھو۔ کہ یہ اس قمیض کو گھر میں بھی پہننے کیلئے راضی نہیں۔ حالانکہ حضور ﷺ کے زمانے میں میرے پاس ایسی ہی ایک قمیض تھی۔ تو مدینہ میں جس عورت کو بھی (شادی کیلئے) سمجھایا جاتا تھا۔ وہ آدمی بھیج کر مجھ سے یہ قمیض عاریتاً لے لیا کرتی تھی۔

(حیات الصحابہ ج ۱ ص ۳۲۰۔ بحوالہ اخچہ ابخاری کذافی الترغیب ج ۵ ص ۱۶۳)

سیدہ کا پردے کا اہتمام کرنا:

حضرت حبان بن جزی سلمی اپنے والد حضرت جزی سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت جزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے ہاں مسلمان ہو گئے تو حضور ﷺ نے ان کو دو چادریں پہنانے کا ارادہ فرمایا اور فرمایا کہ تم عائشہ کے پاس جاؤ جو چادریں ان کے پاس ہیں۔ ان میں سے وہ تم کو دو چادریں دے دیں گی۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اللہ تعالیٰ آپ کو سربراہ و شاداب رکھے آپ کے پاس جو چادریں ہیں۔ ان میں سے دو چادریں پسند کر کے مجھے دے دیں کیونکہ حضور ﷺ نے ان میں سے دو چادریں مجھے دینے کا حکم فرمایا ہے تو حضرت عائشہ نے پہلو کی لمبی مسواک بڑھاتے ہوئے فرمایا یہ اور یہ لے لو۔ (پردہ کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مسواک سے اشارہ کیا)۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۲۶۹۔ بحوالہ (ابو قیم ج ۵ ص ۱۵۳))

سیدہ کیلئے نصرت خداوندی:

بیشی نے اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ نقل کیا

ہے کہ ہم ہجرت کر کے چلے راستے میں ایک دشوار گزار (خطرناک) گھاٹی سے جب ہمارا گزر ہونے لگا تو جس اونٹ پر میں تھی وہ بہت بڑی طرح بدکا۔ اللہ کی قسم میں اپنی ماں کی یہ بات نہ بھولوں گی کہ وہ کہہ رہی تھیں ہائے چھوٹی سی دہن اور وہ اونٹ بدکتا ہی چلا گیا۔ اتنے میں میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا، اس کی نکیل نیچے پھینک دو تو میں نے نکیل نیچے پھینک دی۔ وہ دہیں کھڑا ہو کر چکر کھانے لگا گویا اس کے نیچے کوئی (اسے پکڑے ہوئے) کھڑا ہے۔

(حیات الصحابة ج ۱ ص ۲۷۲ بحوالہ ذکرہ ابی شیخ فی مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۲۲)

سیدہ کی سخاوت:

حضرت اُم ڈرہ کہتی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک لاکھ درہم آئے۔ انہوں نے اسی وقت وہ سارے تقسیم کر دیے۔ اس دن ان کا روزہ تھا میں نے ان سے کہا آپ نے اتنا خرچ کیا ہے تو کیا آپ اپنے لئے اتنا بھی نہیں کر سکتیں کہ اظفار کے لئے ایک درہم کا گوشت منگا لیتیں؟ انہوں نے کہا (مجھے تو یاد ہی نہیں رہا کہ میرا روزہ ہے) اگر تو پہلے یاد کرا دیتی تو میں گوشت منگا لیتی۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۳۰۸ بحوالہ الاصابة ج ۳۵۰ ص ۲۳۰)

سخاوت ہو تو ایسی

حضرت عبداللہ بن زیبرؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ سخن کوئی عورت نہیں دیکھی۔ البتہ ان دونوں کی سخاوت کا طریقہ الگ الگ تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھوڑی تھوڑی چیز جمع کرتی رہتیں جب کافی چیزیں جمع ہو جاتیں تو پھر ان کو تقسیم فرمادیتیں اور حضرت اماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو اگلے دن کے لئے کوئی چیز نہ رکھتیں

یعنی جو کچھ تھوڑا بہت آتا اسی دن تقسیم کر دیتیں۔

(سیرت عائشہ ص ۱۳۲ بحوالہ اخراج البخاری فی الادب المفرد ص ۲۳۳)

سیدہ کا نایبنا سے پرده:

اسحاق تابعی نایبنا تھے۔ وہ ایک مرتبہ سیدہ عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سیدہ عائشہؓ نے ان سے پرده کیا۔ انہوں نے عرض کیا مجھ سے کیا پرده میں تو نایبنا ہوں۔ فرمایا اگرچہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے لیکن میں تو تمہیں دیکھ سکتی ہوں۔

(سیرت عائشہ ص ۱۳۸ بحوالہ طبقات ابن سعد جز نساء ص ۲۷۶)

ناراضکی میں حضور ﷺ سے برداشت:

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو، اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو، دونوں حالتوں میں مجھے علم ہو جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کس طرح علم ہو جاتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو رب محمد (محمد کے رب کی قسم) کے الفاظ سے قسم کھاتی ہو اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو رب ابراہیم (ابراہیم کے رب کی قسم) کے الفاظ سے قسم کھاتی ہو۔ اس وقت تم میرا نام نہیں لیتیں، بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام لیتی ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:-

انی لا أهجر الا اسمک

یا رسول اللہ! میں صرف آپؐ کا نام چھوڑتی ہوں۔ نام کے علاوہ اور کچھ نہیں چھوڑتی ہوں۔

(شوہر کے حقوق لہو اس کی حیثیت ص ۱۳۲ بحوالہ صحیح بخاری کتاب الادب۔ باب ما یجز من انجمن عصی حدیث نمبر ۲۸۷)

سیدہؓ کو حضور ﷺ کی تکلیف گوارا نہ تھی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان کے مہینے میں طبی
محوری کی وجہ سے جو روزے مجھ سے قضا ہو جاتے تھے میں عام طور پر ان روزوں
کو آنے والے شعبان کے مہینے میں رکھا کرتی تھی یعنی تقریباً گیارہ ماہ بعد۔ یہ میں
اس لئے کرتی تھی کہ شعبان میں حضور ﷺ بھی کثرت سے روزے رکھتے تھے۔ لہذا
اگر اس زمانے میں میں بھی روزے سے ہوں گی اور آپؐ بھی روزے سے ہوں
گے تو یہ صورت زیادہ بہتر ہے نسبت اس کے کہ میں روزہ سے ہوں اور آپؐ کا
روزہ نہ ہو۔ حالانکہ وہ نفلی روزے نہیں تھے بلکہ رمضان کے قضا روزے تھے اور قضا
روزوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ان کو جتنا جلدی ہو سکے ادا کر لینے چاہیں۔
لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صرف آپؐ کی تکلیف کے خیال
سے شعبان تک موخر فرماتی تھیں۔

(شوہر کے حقوق اور اس کی حیثیت ص ۳۹ جو والد صحیح مسلم۔ کتاب الصیام باب قضا رمضان فی شعبان حدیث نمبر ۳۲۶)

سیدہؓ کا حضور ﷺ سے دوڑ کا مقابلہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کے
ساتھ سفر میں گئی میں اس وقت نو عمر لڑکی تھی میرے جسم پر گوشت بھی کم تھا اور میرا
بدن بھاری نہیں تھا۔ حضور ﷺ نے لوگوں سے کہا آپ لوگ آگے چلے جائیں
چنانچہ سب چلے گئے تو مجھ سے فرمایا آؤ میں تم سے دوڑ میں مقابلہ کروں۔ چنانچہ ہم
دونوں میں مقابلہ ہوا تو میں حضور ﷺ سے آگے نکل گئی اور حضور ﷺ خاموش
رہے۔ پھر میرے جسم پر گوشت زیادہ ہو گیا اور میرا بدн بھاری ہو گیا۔ اور میں پہلے

قصہ کو بھول گئی تو پھر میں آپ کے ساتھ سفر میں گئی۔ آپ نے لوگوں سے کہا آگے چلے جاؤ، لوگ آگے چلے گئے پھر مجھ سے فرمایا، آؤ میں تم سے دوڑ میں مقابلہ کروں۔ چنانچہ ہم دونوں میں مقابلہ ہوا تو حضور ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے۔ حضور ﷺ ہنسنے لگے اور فرمایا یہ پہلی دوڑ کے بدلتے میں ہے۔ (اب معاملہ برابر ہو گیا)۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۲۰۷ بحوالہ صفة الصفوۃ ج ۱ ص ۶۸)

دنیا سے کنارہ کشی کی خواہش:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک زنانہ عطردان حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ آپ کے ساتھی اسے دیکھنے لگے کہ یہ کے دیا جائے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا آپ لوگ اجازت دیتے ہیں کہ میں یہ عطردان حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھجو دوں کیونکہ حضور ﷺ کو ان سے محبت تھی سب نے کہا جی ہاں اجازت ہے۔ چنانچہ جب وہ عطردان حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچا تو انہوں نے اسے کھولا اور انہیں بتایا گیا کہ یہ حضرت عمر بن خطابؓ نے آپ کے لئے بھیجا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا حضور ﷺ کے بعد (حضرت عمرؓ) ابن خطاب پر کتنی زیادہ فتوحات ہو رہی ہیں؟ اے اللہ! مجھے حضرت عمرؓ کے عطا یا کے لئے اگلے سال تک زندہ نہ رکھیو۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۲۹۰ بحوالہ اخیر ابویعلی قالہ ایشی ج ۲ ص ۶)

سیدہ عائشہؓ کی تواضع کی انہتا:

حضرت عمرو بن سلمہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اللہ کی قسم! میری آرزو ہے کہ کاش میں کوئی درخت ہوتی۔ اللہ کی قسم! میری

آرزو ہے کہ کاش میں مٹی کا ڈھیلا ہوتی۔ اللہ کی قسم! میری آرزو ہے کہ کاش اللہ نے مجھے پیدا ہی نہ کیا ہوتا۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۸۱۔ بحوالہ ابن سعد ج ۸ ص ۷۳)

بھولی بسری داستان:

حضرت ابن ابی ملکیہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال سے پہلے ان کی خدمت میں حضرت ابن عباسؓ آئے اور ان کی تعریف کرنے لگ گئے کہ اے رسول اللہ ﷺ کی زوجہ، محترمہ! آپ کو خوشخبری ہو۔ حضور ﷺ نے آپ کے علاوہ اور کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی اور آپ کی (تہمت زنا سے) برأت آسمان سے اتری تھی۔ اتنے میں سامنے سے حضرت ابن زیّر حاضر خدمت ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا یہ عبد اللہ بن عباسؓ میری تعریف کر رہے ہیں اور مجھے یہ بالکل پسند نہیں ہے کہ آج میں کسی سے اپنی تعریف سنوں۔ میری تمنا تو یہ ہے کہ کاش میں بھولی بسری ہو جاتی۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۸۱۔ بحوالہ ابن سعد ج ۸ ص ۷۳)

سیدہ کوسوکنوں کا خیال:

حضرت ناشرہ بن سکی یزدیؓ کہتے ہیں جاپیہ کے دن میں نے حضرت عمرؓ کو لوگوں میں یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل نے مجھے اس مال کا خزانچی اور اسے تقسیم کرنے والا بنایا ہے۔ بلکہ اصل میں تو خود اللہ تعالیٰ ہی تقسیم فرمانے والے ہیں (اب مال تقسیم کرنے میں میرے ذہن میں یہ ترتیب ہے کہ) میں حضور ﷺ کی آذواج مُطہرات سے تقسیم شروع کروں گا اور پھر ان کے بعد لوگوں میں جو زیادہ بزرگ ہیں ان کو دوں گا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت جویریہؓ، حضرت صفیہؓ،

اور حضرت میمونہؓ کے علاوہ باقی تمام ازواج مطہرات کے لئے دس دس ہزار مقرر کئے۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے کہا حضور ﷺ ہم ازواج مطہرات کے درمیان ہر چیز میں برابری کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے تمام ازواج مطہرات کا وظیفہ ایک جیسا کر دیا۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۲۸۵، بحوالہ بیہقی ج ۶ ص ۳۴۹)

فقراء کو کسی حال میں انکار نہ کرنا:

حضرت امام مالکؓ نے مُؤَطًا میں نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کی زوجہ، محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ ان سے ایک مسکین نے سوال کیا، ان کے گھر میں صرف ایک روٹی تھی، انہوں نے اپنی باندی سے کہا یہ روٹی اس مسکین کو دے دو۔ باندی نے ان سے کہا (اس روٹی کے علاوہ) آپ کی افطاری کے لئے اور کچھ نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا (کوئی بات نہیں) تم پھر بھی اسے یہ روٹی دے دو۔ چنانچہ باندی کہتی ہے کہ میں نے اس مسکین کو وہ روٹی دے دی۔ جب شام ہوئی تو ایک ایسے گھروالے نے یا ایک آدمی نے جو کہ ہمیں ہدیہ نہیں دیا کرتا تھا۔ ہمیں ایک (پکی ہوئی) بکری اور اس کے ساتھ بہت سی روٹیاں ہدیہ میں بھیجیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے بلا کر فرمایا اس میں سے کھاؤ یہ تمہاری (روٹی کی) نکیے سے بہتر ہے۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۲۳۳، بحوالہ موطا ص ۳۹۰)

انگور کا ایک دانہ:

امام مالکؓ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ایک مسکین نے حضور ﷺ کی زوجہ، محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کھانا مانگا حضرت عائشہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے انگور رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک آدمی سے کہا انگور کا ایک دانہ لے کر اسے دے دو۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف (یا اس دانے کی طرف) تجھ سے دیکھنے لگا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کیا تمہیں تجھ بھورتا ہے؟ اس دانے میں تمہیں کتنے ذرے نظر آ رہے ہیں؟ (یہ فرمایا کہ انہوں نے اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا۔

فَمَنْ يَعْمَلُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يُبَرَّهُ

ترجمہ ”سو جو شخص دنیا میں ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ وہاں اس کو دیکھ لے گا“)

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۲۳۳ بحوالہ موطاص ۳۹۰)

سیدہ کی عبادت صبح:

قاسم فرماتے ہیں جب صبح ہوتی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سلام کرتا۔ ایک دن میں سلام کرنے کی غرض سے گیا تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑی ہو کر تبیح کر رہی تھیں اور پڑھ رہی تھیں

فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَنَا عَذَابَ السَّمُومُ

”اللہ نے احسان کیا اور عذاب سے بچایا“

دعا کر رہی تھیں اور رو رہی تھیں لور بار بار اس کو دھرا رہی تھیں۔ میں بھیرا رہا مگر کھڑے کھڑے تھک گیا تو اپنی ایک ضرورت کے تحت بازار چلا گیا واپس آیا تو آپ ابھی تک کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں اور رو بھی رو رہی تھیں۔

(خواتین اسلام کا مثالی کردار، اردو ترجمہ صفات تیرات من حیات سابقات ص ۵۹ ناشر = دارالاشرافت کراچی)

قرآن سے شغف:

ابی الحسنی روایت فرماتے ہیں اس شخص سے جس نے حضرت عائشہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا کہ قرآن کی یہ آیت پڑھ رہی تھیں۔

وَقُرْنَ فِي بَيْوْنِكْنَ۔ اخ

”اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں“

یہ آیت پڑھ کر اتنا روئیں کہ آپ کا دوپٹہ تر ہو جاتا۔

(خواتین اسلام کا مثالی کردار، اردو ترجیح صفحات ثیرات میں حیات السابقات ص ۲۸ ناشر دارالا شاعت کراچی)

حب رسول ﷺ کی وجہ سے غیرت:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ایک رات میرے پاس سے اٹھ کر باہر چلے گئے۔ میں نے اس سے بڑی غیرت محسوس کی آپ واپس تشریف لائے اور پریشانی میں میں جو کچھ کر رہی تھی۔ اسے دیکھ کر آپ نے فرمایا اے عائشہ؟ تمہیں کیا ہوا؟ کیا تمہیں بھی غیرت آگئی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ جیسی (محبوب یوی) کو آپ جیسے (عظم خاوند) پر غیرت کیوں نہ آتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اصل میں بات یہ ہے کہ تمہارا شیطان تمہارے پاس آیا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی شیطان ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن اللہ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی جس کی وجہ سے وہ مسلمان ہو گیا یا میں اس کے مکرو弗ریب سے محفوظ رہتا ہوں۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۸۰۳ بحوالہ اخرجه مسلم کذافی المشکوہ ص ۲۸۰)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی جستجو:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی تو مجھے بہت پریشانی ہوئی کیونکہ

لوگوں نے ہمیں بتایا تھا کہ وہ خوبصورت ہیں میں نے کسی بہانے سے چھپ کر انہیں دیکھا تو واقعی اللہ کی قسم! ان کا جتنا حسن و جمال مجھے بتایا گیا تھا اس سے کئی گناہ مجھے ان میں نظر آیا، پھر میں نے اس کا حضرت خصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ذکر کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت خصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آپس میں بہت جوڑ تھا۔ انہوں نے کہا غیرت کی وجہ سے وہ تمہیں زیادہ خوبصورت نظر آئیں ورنہ وہ اتنی خوبصورت نہیں ہیں جتنا لوگ کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی بہانے سے چھپ کر انہیں دیکھا اور مجھے آکر کہا میں انہیں دیکھ آئی ہوں۔ اللہ کی قسم! تم ان کو جتنا خوبصورت بتا رہی ہو وہ اتنی خوبصورت نہیں ہیں بلکہ اس کے قریب بھی نہیں ہیں ہاں خوبصورت ضرور ہیں۔ چنانچہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پھر جا کر دیکھا تو اب وہ مجھے ولیٰ ہی نظر آئیں جیسا کہ حضرت خصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا تھا میری زندگی کی قسم! میں پونکہ غیرت والی تھی اس لئے پہلے وہ مجھے زیادہ حسین نظر آئی تھیں۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۸۰۳۔ بکوالہ ابن سعد ج ۸ ص ۹۳)

مجمل اور جامع دعا:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں نماز پڑھ رہی تھی۔ آپؐ کو کچھ کام تھا مجھے نماز میں دری ہو گئی آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! مجمل اور جامع دعا کیا کرو میں نے نماز سے فارغ ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجمل اور جامع دعا کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا تم یہ کہا کرو۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلَّهُ عَاجِلَهُ وَآجِلَهُ وَمَا
عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلَّهُ عَاجِلَهُ
وَآجِلَهُ وَمَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ وَأَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا

قَرِبٌ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَغْوِذْبَكَ مِنَ النَّارِ وَمَا
قَرِبٌ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَسْنَلَكَ مِنْ خَيْرٍ مَا
سَنَلَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ مُحَمَّدٌ وَأَسْتَعِينُكَ
مِمَّا أَسْتَعَاذُكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ مُحَمَّدٌ مَا
فَضَيْئَ لِيْ مِنْ أَمْرٍ أَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَةَ رُشْدًا۔

”اے اللہ! میں تجھ سے ہر قسم کی خیر جلد آنے والی بھی اور دیر سے آنے والی بھی جو میں جانتا ہوں وہ بھی اور جو نہیں جانتا وہ بھی مانگتا ہوں، اور ہر قسم کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں چاہے ہیں اسے جانتا ہوں یا نہ جانتا ہوں اور میں تجھ سے جنت اور ہر اس قول و فعل کی توفیق مانگتا ہوں جو جنت کے قریب کرے اور ہر اس قول و فعل سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو دوزخ کے قریب کرے اور میں تجھ سے ہر وہ خیر مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے بندے اور رسول حضرت محمد نے مانگی ہے۔ اور ہر اس چیز سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس سے تیرے بندے اور رسول حضرت محمد نے پناہ مانگی اور میں تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ جس امر کا تو میرے لئے فیصلہ کرے اس کا انجام میرے لئے اچھا کر دے۔

(حيات الصحابة ج ۳ ص ۲۰۲ بحوالہ بخاری في الادب المفرد ص ۹۲)

پروانہ مغفرت:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک دن میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ بہت خوش

ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے اللہ سے دعا فرمادیں۔ آپؐ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! عائشہ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما اور جو اس نے چھپ کر کئے اور عَلَى الْأَعْلَانِ کئے وہ بھی سب معاف فرما اس دعا سے خوش ہو کر میں خوشی کے مارے لوٹ پوٹ ہو گئی جس سے میرا سر میری گود میں چلا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں میری دعا سے بہت خوشی ہو رہی ہے؟ میں نے کہا مجھے آپؐ کی دعا سے خوشی کیوں نہ ہو؟ آپؐ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ دعائوں میں اپنی امت کے لئے ہر نماز میں مانگتا ہوں۔

(حیات الصحابہ ج ۳ ص ۳۷۲ بحوالہ ابی شمی ج ۹ ص ۲۲۲)

جللِ علم و فضل اور اعتراضِ کم علمی:

باوجود علم و فضل کے اگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کسی مسئلہ کے بارے میں مستند واقفیت نہ ہوتی یا اس مسئلہ کے بارے میں ان سے بہتر کوئی جواب دینے والا موجود ہوتا تو آپؐ مستقتوں کو اس کے پاس جانے کا حکم دیتیں۔ چنانچہ ایک دفعہ موزوں (چڑے کے موزے) پر مسح کرنے کے متعلق استفسار کیا گیا تو فرمایا کہ علیؑ سے جا کر پوچھو کیونکہ وہ اکثر سفروں میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے ہیں۔
(مسند احمد صفحی ۱۵۵ جلد ۶)

ساری رات کی عبادت:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا گیا کہ کچھ لوگ ایک رات میں سارا قرآن ایک مرتبہ یا دو مرتبہ پڑھ لیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ان لوگوں کا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے۔ میں حضور ﷺ کے ساتھ ساری رات کھڑی رہتی تھی آپؐ سورہ بقرہ سورۃ آل عمران اور سورۃ نساء پڑھا کرتے تھے۔ خوف والی آیت پر گزرتے تو

دعا مانگتے اور اللہ کی پناہ چاہتے اور بشارت والی آیت پر گزرتے تو دعا مانگتے اور اس کا شوق ظاہر کرتے۔ (حیات الصحابہ ج ۳ ص ۱۱۲ بحوالہ اخراجہ احمد۔ یعنی ج ۲ ص ۲۲)

اللہ کے خاص نام کی حرص:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں پتہ چلا ہے کہ اللہ نے مجھے وہ نام بتا دیا ہے کہ جب اس نام کے وسیلہ سے اس سے دعا کی جاتی ہے تو وہ ضرور قبول فرماتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ نام مجھے بھی سکھا دیں آپ نے فرمایا اے عائشہ! تجھے سکھانا مناسب نہیں وہ فرماتی ہیں میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی پھر میں کھڑی ہوئی اور حضور ﷺ کے سر کا بوسہ لیا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے وہ نام سکھا دیں حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! تمہارے لئے مناسب نہیں کہ میں تمہیں سکھا دوں کیونکہ تمہارے لئے مناسب نہیں کہ تم اس کے ذریعہ دنیا کی کوئی چیز مانگو میں وہاں سے اٹھی اور دسوکر کے درکعت نماز پڑھی۔ پھر یہ دعا مانگی

اللَّهُمَّ إِنِّي أَدْعُوكَ اللَّهَ وَأَدْعُوكَ الرَّحْمَنَ وَأَدْعُوكَ
الْبَرَّ الرَّحِيمَ وَأَدْعُوكَ بِاسْمَائِكَ الْحُسْنَى كُلَّهَا مَا
عِلِّمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ أَنْ تَغْفِرْ لِي وَتَرْحِمْنِي۔

”اے اللہ! میں تجھے اللہ کہہ کر پکارتی ہوں تجھے رحمان کہہ کر پکارتی ہوں تجھے نیکو کا رحیم کہہ کر پکارتی ہوں اور تجھے تیرے ان تمام ایچھے ناموں سے پکارتی ہوں جن کو میں جانتی ہوں اور جن کو نہیں جانتی ہوں اور یہ سوال کرتی ہوں کہ تو میری مغفرت فرمادے اور مجھ پر رحم فرمادے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ میری یہ دعا سن کر بہت بہنے اور فرمایا تم نے جن ناموں سے اللہ کو پکارا ہے ان میں وہ خاص نام بھی شامل ہے۔ (حیات الصحابہ ج ۳ ص ۳۶۹ بحوالہ ابن ماجہ ص ۲۹۸)

حضرت جبرائیلؑ کو شکل انسانی میں دیکھنا:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ نے کسی شخص کی آواز سنی تو آپ جلدی سے اٹھے اور گھر کے باہر اس کے پاس گئے میں بھی دیکھنے کے لئے آپ کے پیچے گئی تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے ترکی گھوڑے کی گردن کے بالوں پر سہارا لگائے کھڑا ہے جب میں نے ذرا غور سے دیکھا تو ایسے لگا کہ یہ حضرت دحیہ کلبیؓ ہیں۔ اور وہ پگڑی باندھے ہوئے ہیں جس کا شملہ ان کے کندھوں کے درمیان لٹکا ہوا ہے جب حضور ﷺ میرے پاس اندر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ آپ بہت تیزی سے اٹھ کر باہر گئے تھے میں نے بھی باہر جا کر دیکھا تو وہ تو حضرت دحیہ کلبیؓ تھے (ان کی وجہ سے آپ کو اتنی جلدی کرنے کی ضرورت نہیں تھی) حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نے انہیں دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا یہ حضرت جبرائیلؑ علیہ السلام تھے انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں بونقریضہ پر حملہ کرنے کیلئے چلو۔

(حیات الصحابہ ج ۳ ص ۲۰۶ بحوالہ ابن سعد ج ۲ ص ۲۵۰)

علوم میں کامل دسترس:

حضرت عروہؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں عرض کیا میں آپ کے معاملہ میں جتنا سوچتا ہوں اتنا ہی مجھے تعجب ہوتا ہے۔ آپ مجھے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والی نظر آتی ہیں تو

میں کہتا ہوں اس میں کیا بات ہے۔ آپ حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں اور حضرت ابو بکرؓ کی صاحبزادی ہیں (آپ کو دین کی سب سے زیادہ سمجھ والا ہوتا ہی چاہئے) آپ مجھے عرب کی لڑائیوں کو، ان کے سب ناموں کو ان کے اشعار کو جانے والی نظر آتی ہیں تو میں کہتا ہوں اس میں کیا بات ہے۔ آپ کے والد (حضرت ابو بکرؓ) قریش کے بہت بڑے عالم تھے (الہذا ان کی بیٹی کو ایسا ہوتا ہی چاہئے) لیکن مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ آپ طب بھی جانتی ہیں یہ آپ نے کہاں سے سیکھ لی؟ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر (پیار سے نام پدل کر) کہا اے عربیہ! جب حضور ﷺ کی بیاریاں زیادہ ہو گئیں تو عرب و عجم کے اطباء ان کے پاس دوائیاں سمجھنے لگے اس طرح میں نے علم طب سیکھ لیا۔ احمد کی روایت میں یہ ہے کہ میں ان دوائیوں سے حضور ﷺ کا علاج کیا کرتی تھی یہاں سے میں نے طب سیکھی۔ (حضرت عروہؓ حضرت عائشہؓ کے بھانجے تھے)۔ (حیات الصحابة ج ۳ ص ۳۰۱ بحوالہ الحشمتی ح ۹ ص ۲۲۲)

قرأت سننے کا شغف:

حضرت عائشہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات عشاء کے بعد حضور ﷺ کے پاس آنے میں مجھے دیر ہو گئی جب میں آپ کے پاس گئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا تم کہاں تھیں؟ میں نے کہا آپؓ کے ایک صحابی مسجد میں قرآن پڑھ رہے تھے ہم اسے سن رہی تھیں۔ میں نے اس جیسی آواز اور اس جیسی قرأت آپ کے کسی صحابی کی نہیں سنی۔ آپؓ اپنی جگہ سے اٹھے (اور) آپؓ کے ساتھ میں بھی اٹھی اور جا کر آپؓ نے کچھ دیر وہ قرأت سنی۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ (حضرت) ابو جذیفہ کے غلام سالم ہیں۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میری امت میں اس جیسے آدمی بنائے۔

(حیات الصحابة ج ۳ ص ۱۸۸ بحوالہ حاکم ج ۳ ص ۲۲۵)

اطمینان قلبی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب کبھی راتوں کو بیدار ہوتیں تو آپ کو پہلو میں نہ پا کر بے قرار ہو جاتیں۔ ایک دفعہ رات کو آنکھ کھلی تو آپ کو نہ پایا، چونکہ راتوں کو گھروں میں چراغ نہیں جلتے تھے اس وجہ سے انہیں ہی میں ادھر ادھر ٹوٹنے لگیں۔ آخر ایک جگہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک ملا دیکھا کہ آپ سر سجود مناجات الہی میں مصروف تھے تو تب کہیں آپ کو اطمینان ہوا۔

(موطاء مالک باب ماجاء فی الدعاء)

خوف جہنم سے رونا:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں جہنم کو یاد کر کے رونے لگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا میں جہنم کو یاد کر کے رو رہی ہوں کیا آپ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جگہوں پر کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا۔ ایک تو اعمال کے ترازو کے پاس، جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اس کا ترازو (نیک اعمال کی وجہ سے) ہلاکا ہو گا یا (گناہوں کی وجہ سے) بھاری۔ دوسرے اعمال نامہ ملنے کے وقت۔ جسے دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ کہے گا لو میرا اعمال نامہ پڑھ لو یہاں تک کہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں آئے گا یا بائیں میں اور (سامنے سے ملے گا) یا پشت کے پیچے سے۔ تیسرا پل صراط کے پاس۔ جب پل صراط جہنم کی پشت پر رکھا جائے گا اس کے دونوں کناروں پر بہت سارے آنکڑے اور کانٹے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہیں گے ان آنکڑوں اور کانٹوں میں پھنسا کر روک لیں گے۔ یہاں تک کہ یہ معلوم ہو جائے:

کہ اس سے نجات پاتا ہے یا نہیں۔

(حیات الصحابہ ج ۳ ص ۷۲، بحوالہ اخراج الحاکم ج ۵۲ ص ۵۷۸)

جنسِ نسوانی پر حضرت عائشہؓ کا احسان:

سیدنا عائشہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک بہن کا نام ام کلثوم تھا اور وہ عشرہ مبشرہ کے مشہور صحابی سیدنا طلحہؓ کے جبالہ عقد میں تھیں۔ جنگ جمل میں وہ اپنے شوہر کے ساتھ تھیں۔ سیدنا طلحہؓ نے وہاں شہادت پائی۔ عام خیال کے مطابق انہیں زمانہ عدت جو کہ چار ماہ دس دن بنتے ہیں وہیں بسر کرنا چاہئے تھا۔

لیکن سیدنا عائشہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کو اپنے ساتھ مدینہ طیبہ لے آئیں راستہ میں مکہ معظمہ میں بھی ان کا قیام رہا لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوا۔

ایوبؑ ایک تابیٰ تھے انہوں نے لوگوں کو جواب دیا کہ یہ گھر سے نکلا نہیں ہے بلکہ یہ تو گھر کے اندر آتا ہے۔ حضرت عائشہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سافرت سے ان کو وطن میں منتقل کر دیا ہے۔

فائدہ (یہ جواب بالکل صحیح تھا واقعات کی رو سے غور کرنا چاہئے۔ اگر ام المؤمنین حضرت عائشہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس مسئلہ کو واضح نہ کرتیں تو اس حالت میں بہت سی عورتوں کو کتنی مشکلات کا سامنا ہوتا)۔

(سیرت عائشہؓ ص ۲۲۲، بحوالہ طبقات ابن سعد جز نساء ص ۲۹۶)

عورتوں کے پرودہ کی فکر:

عرب میں دامن کا اتنا بڑا رکھنا کہ زمین پر گھستتا ہوا چلے فخر اور عزت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص غرور اور تکبر سے اپنا دامن گھسیٹ کر چلے گا۔ حق تعالیٰ شانہ اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

یہ سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! عورتوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ ایک بالشت نیچے لٹکائیں بولیں کہ اتنے میں تو پنڈلیاں کھل جائیں گی۔ فرمایا تو پھر ایک ہاتھ نیچے کر لیں۔

(سیرت عائشہ ص ۲۳۰۔ بحوالہ مند احمد جلد ۶ ص ۷۵۔ ۱۳۲)

لباس میں سیدہ کا طریقہ:

حضرت کثیر بن عبیدؓ کہتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گیا تو انہوں نے فرمایا ذرا مطہر و میں اپنا پھٹا ہوا کپڑا اسی لوں (پھر تمہاری بات سنتی ہوں) میں نے کہا اے ام المؤمنین! اگر میں باہر جا کر لوگوں کو بتاؤں (کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو اپنا پھٹا ہوا کپڑا اسی رہی ہیں) تو وہ سب آپ کے اس سینے کو کنجوی شمار کریں (کہ آپ بڑی کنجوں ہیں اس لئے پھٹا ہوا کپڑا اسی رہی ہیں) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو اپنا کام کر جو پرانا کپڑا نہیں پہنتا اسے نیا کپڑا پہننے کا کوئی حق نہیں (جو دنیا میں پرانا نہیں پہننے گا اسے آخرت میں نیا کپڑا نہیں ملے گا)۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۸۹۸۔ بحوالہ بخاری فی الادب ص ۲۸)

پرانا کپڑا:

حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اندر گیا (پردگی کا خیال کرتے ہوئے تو اسے بتایا گیا کہ) آپ اس وقت اپنا نقاب کی رہی ہیں۔ اس آدمی نے کہا اے ام المؤمنین! کیا اللہ تعالیٰ نے مال میں وسعت نہیں عطا فرمائی؟ تو انہوں نے فرمایا امرے میاں ہمیں ایسے ہی رہنے دو جس نے پرانا کپڑا نہیں پہننا اسے نیا پہننے کا کوئی حق نہیں۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۸۹۸۔ بحوالہ ابن سعد ج ۸ ص ۷۳)

حضرت ﷺ کی محبوبیت کا شرف:

ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا
یا رسول اللہ! آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ فرمایا تم کس لئے پوچھ رہی
ہو؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی تاکہ میں بھی اس سے محبت کروں
جس سے آپ محبت کرتے ہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا: عائشہ اور ایک روایت میں
ہے کہ پوچھا گیا کہ مردوں میں سے کون محبوب ہے تو فرمایا اس کا باپ ابو بکرؓ

فائدہ (اس روایت میں حضور ﷺ نے جس محبت کا تذکرہ فرمایا ہے وہ مجازی محبت
ہے کیونکہ حقیقی محبت تو حضور ﷺ کو صرف اللہ تعالیٰ سے تھی اور یہ جواب حضور ﷺ نے سائل
کرے۔ اس کا منشاء صحیح ہوئے عنایت فرمایا)۔

(معجم الکبیر جلد ۲۳ ص ۲۲۳ ترمذی حدیث نمبر ۳۸۸۳)

تفاخر عائشہؓ کا اچھوتا پہلو:

حضرت ﷺ کی وفات سے ذرا پہلے حضرت ابو بکرؓ کے بیٹے حضرت
عبد الرحمنؓ حاضر خدمت ہوئے۔ آپؓ اس وقت سیدہ عائشہؓ کے سینہ پر سر سے ٹیک
لگا کر لیئے ہوئے تھے۔ سیدنا عبد الرحمنؓ کے ہاتھ میں مساوک تھی۔ آپؓ نے مساوک
کی طرف نظر جما کر دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سمجھ گئیں چنانچہ انہوں
نے سیدنا عبد الرحمنؓ سے مساوک لے کر دانتوں سے نرم کی اور خدمت اقدس میں
پیش کی۔ تو حضور ﷺ نے مساوک فرمائی۔ سیدہ عائشہؓ نہایت فخر سے فرمایا کرتی
تھیں کہ تمام ازواج مطہرات میں بھی کو یہ شرف حاصل ہے کہ آخر وقت میں بھی
میرا جھوٹا آپؓ نے منه میں لگایا۔ (سیرت عائشہؓ ص ۸۸، بحوالہ بخاری حدیث نمبر ۳۰۰)

حضرت عائشہؓ کا تین باتوں کا عہد لیتا:

ابن ابی السائبؔ تابعی مدینہ طیبہ کے واعظ تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے فرمایا: تم مجھ سے تین باتوں کا عہد کرو۔ ورنہ تم سے باز پر سکروں گی۔ عرض کی ام المومنین! وہ کیا باتیں ہیں، تو فرمایا (۱) دعاوں میں عبارتیں مسجح نہ کرو کیونکہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ ایسا نہیں کرتے تھے۔ (۲) ہفتہ میں صرف ایک روز وعظ کہا کرو اگر یہ منظور نہ ہو تو دو دن اور اگر اس سے بھی زیادہ چاہو تو تین دن تاکہ کہیں لوگوں کو خدا کی کتاب سے اکتا نہ دو۔ (۳) اور ایسا نہ کیا کرو کہ لوگ جہاں بیٹھے ہوں آکر بیٹھ جاؤ اور قطع کلام کر کے اپنا وعظ شروع کر دو بلکہ جب ان کی خواہش ہو اور وہ کہیں تب کرو۔

فائدہ (واعظین گرامی مجلس کے لئے نہایت مسجح دعائیں بنا بنا کر پڑھا کرتے تھے اور اپنے تقدس کے اظہار کیلئے موقع بے موقع ہر وقت وعظ کہنے کیلئے آمادہ رہتے تھے۔ اسی لئے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عہد لیا)۔

(سیرت عائشہ ص ۲۲۹، بحوالہ مند احمد جلد ۲ ص ۲۱۷)

دنیا و آخرت میں حضور ﷺ کی زوجیت کا شرف:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کا تذکرہ فرمایا، تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپؐ فاطمہ کا ذکر تو فرمارہے ہیں اور میرے بارے میں آپؐ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپؐ نے جواب میں فرمایا کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تو دنیا و آخرت میں میری بیوی ہو۔
(مدرسک حاکم جلد ۲ ص ۱۰)

حج کے موقع پر رشد و ہدایت کرنا:

حج کے موسم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قیام گاہ لاکھوں مسلمانوں کے قلوب کا مرکز بن جاتی تھی۔ عورتیں آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیتیں تھیں اور امام کی صورت میں آپ آگے آگے اور تمام عورتیں ان کے پیچھے پیچھے چلتیں۔ اسی درمیان میں ارشاد و ہدایت کے فرائض بھی انجام پاتے جاتے ایک مرتبہ ایک عورت کو دیکھا جس کی چادر میں صلیب کے نقش و نگار بنے تھے۔ دیکھتے ہی سختی سے ڈالنا کہ یہ چادر اتار دو، آقائے نامدار ﷺ ایسے کپڑوں کو دیکھتے تو پھر اذالت تھے۔

فائدہ (لہذا اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان مرد و عورت کیلئے کسی بھی ایسی چیز کا استعمال جس پر کفار کا کوئی خاص نشان یا ایسے مخصوص الفاظ یا نعرہ جو مذہبی نقطہ نظر سے ان کے مذہب کی عکاسی کرتا ہو قطعاً حرام ہے)۔

(سیرت عائشہ ص ۲۳۱۔ بحوالہ مند احمد جلد ۶ ص ۲۲۵)

بغیر چادر نماز پڑھنے پر تنیبہ کرنا:

ایک مرتبہ ایک گھر میں مہمان اتریں، دیکھا کہ صاحبِ خانہ کی دولڑکیاں جواب جوان ہو چلی تھیں چادر اوڑھے بغیر نماز پڑھ رہی ہیں۔ تاکید فرمائی کہ آئندہ کوئی لڑکی چادر اوڑھے بغیر نماز نہ پڑھے۔ حضور ﷺ نے یہی فرمایا ہے۔

(سیرت عائشہ ص ۲۳۱۔ بحوالہ مند احمد جلد ۶ ص ۹۶)

مصنوعی بال لگانے پر تنیبہ:

ایک دفعہ ایک عورت نے عرض کی کہ میری ایک بیٹی کی شادی ہوئی ہے

اور بیماری کی وجہ سے اس کے بال جھٹر گئے ہیں کیا دوسرے بال (مصنوعی) جوڑ دوں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے بال جوڑ نے والیوں اور جڑوانے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔

(سیرت عائشہ ص ۲۳۲ بحوالہ مند احمد جلد ۲ ص ۱۱۱)

سیدہ عائشہؓ کو ثالث مقرر کرتا:

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ اور سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ کے درمیان افظار کے وقت کے بارے میں اختلاف رائے ہو گیا۔

حضرت ابن مسعودؓ افظار کر کے فوراً ہی نماز مغرب ادا فرماتے تھے۔ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ دونوں میں تاخیر فرماتے تھے۔ لوگوں نے سیدہ عائشہؓ سے فیصلہ چاہا تو حضرت عائشہؓ نے دریافت فرمایا کہ ان دونوں میں تعجب (جلدی) کون صاحب کرتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ابن مسعودؓ فرمایا کہ حضور ﷺ کی یہی عادت مبارکہ تھی۔ (سیرت عائشہ ص ۲۲۵ بحوالہ مند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۸)

فائدہ (اور احتجاف کا بھی یہی مسلک ہے)

اختلافی مسائل میں سیدہ عائشہؓ کا قولِ فیصل:

ایک دفعہ سیدنا ابو ہریرہؓ اور سیدنا ابن عباسؓ تشریف فرماتے تھے کہ مسئلہ یہ چل نکلا کہ اگر کوئی حاملہ عورت بیوہ ہو گئی اور چند روز کے بعد اس کو وضع حمل ہوا تو اس کی عدت کا زمانہ کس قدر ہوگا۔ (بیوگی کیلئے چار ماہ وس دن اور حاملہ کیلئے عدت کی مدت وضع حمل ہے) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ان دونوں میں جو سب سے زیادہ مدت ہو گئی وہ عدت کے اختتام کا زمانہ ہے (یعنی اگر وضع حمل چار ماہ وس دن کے بعد ہوا تو اختتام عدت وضع حمل کو مانا جائے گا وگرنہ چار ماہ وس دن تو

اختتام عدت مانا جائے گا) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ وضع حمل (وقت پیدائش) تک عدت کا زمانہ ہے تو لوگوں نے سیدہ عائشہؓ (اور ام سلمہؓ) کے پاس آدمی بھیجا۔ انہوں نے عدت کا زمانہ وضع حمل تک بتایا اور دلیل میں سبیعہ صحابیہؓ کا واقعہ سنایا جن کو بیویگی کے تیرے روز ولادت ہوئی تو اسی وقت ان کو دوسرے نکاح کی اجازت مل گئی۔ (احتاف کا بھی یہی مسلک ہے)۔

(سیرت عائشہ ص ۲۲۶ بحوالہ مسند احمد)

سیدہ کا عقدہ کشانی کرنا:

کعبہ کی ایک طرف کی دیوار کے باہر کچھ جگہ نیم دائرہ کی شکل میں بھتوٹی ہوئی ہے اس کو ”حطم“ کہتے ہیں۔ طواف بیت اللہ میں حطم بھی اندر داخل کر لیتے ہیں (یعنی طواف کرتے وقت حطم اور کعبہ کے درمیان سے نہیں گزرتے) ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو حصہ کعبہ کے اندر داخل نہیں اس کو طواف میں کیوں شامل کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ صحابہ کرامؐ نے اس راز کی عقدہ کشانی حضور ﷺ سے چاہی ہو۔ لیکن کتب حدیث اس بارے میں خاموش ہیں۔ سوائے حضرت عائشہؓ کے کہ انہوں نے اس سوال کا جواب حضور ﷺ سے دریافت کیا۔

فرماتی ہیں: میں نے سرکار دو عالم ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہؐ یہ دیواریں (حطم) بھی بیت اللہ میں داخل ہیں؟ فرمایا ہاں۔ عرض کی کہ پھر بناتے وقت لوگوں نے ان کو اندر کیوں نہ کر لیا؟ فرمایا تمہاری قوم کے پاس سرمایہ نہ تھا اس لئے اتنا کم کر دیا۔ حضرت عائشہؓ نے پھر پوچھا کہ اس کا دروازہ اتنا بلند کیوں رکھا؟ فرمایا: یہ اس لئے تاکہ وہ جس کو چاہیں اندر جانے دیں اور جس کو چاہیں روک دیں۔

(سیرت عائشہؓ ص ۱۹۹)

سیدہ عائشہؓ کا عظیم ایشارہ:

سیدنا عمرؓ کی خواہش تھی کہ میں حضور ﷺ کے قدموں میں دفن ہوں لیکن کہہ اس لئے نہیں سکتے تھے کہ گوشہ عا مردوں سے زیر خاک پرداہ نہیں تاہم ادب اُن کے بعد بھی وہ اپنے کو غیر حرم سمجھتے تھے۔ نزع کے وقت اپنے صاحبزادہ سیدنا عبداللہؓ کو بھیجا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو میری طرف سے سلام کہنا اور عرض کرنا کہ عمرؓ کی خواہش ہے کہ وہ اپنے رفیقوں کے پہلو میں دفن ہو۔ آپ نے جواب دیا اگرچہ میں نے وہ جگہ اپنے لئے رکھی تھی لیکن عمرؓ کی خوشی کیلئے یہ ایشارہ کرتی ہوں۔ چنانچہ سیدنا عمرؓ کے انتقال کے بعد جرہ عائشہؓ میں دفن کر دیا گیا اور اب اسی جرہ میں خلافت کا دوسرا چاند بھی دفن ہے۔ (سیرت عائشہؓ ص ۹۲)

سانپ کے قتل پر فدیہ ادا کرنا:

ایک مرتبہ گھر میں سے ایک سانپ نکلا۔ اس کو مار ڈالا۔ کسی نے کہا کہ آپ نے غلطی کی ممکن ہے کہ یہ کوئی مسلمان جن ہو۔ فرمایا اگر یہ مسلمان ہوتا تو امہات المؤمنین کے مجرموں میں نہ آتا۔ اس نے کہا آپ ستر پوشی کی حالت میں تھیں جب وہ آیا۔ یہ سن کر بہت متاثر ہوئیں اور اس کے فدیہ میں ایک غلام آزاد کیا۔ (سیرت عائشہؓ ص ۱۳۲۔ بحوالہ مندرجہ جلد ۶)

شریعت کی پابندی کو مقدم رکھنا:

واقعہ ایلاء میں جب آپؐ نے ایک مہینہ تک ازدواج مطہرات کے پاس نہ جانے کا عہد فرمایا اور آپ ۲۹ روز تک بالاخانے پر تشریف فرمائے۔ سیدہ عائشہؓ سمیت تمام ازدواج مطہرات سخت بے قرار اور پریشان تھیں۔ اتفاق سے مہینہ

۲۹ دن کا تھا۔ اس وجہ سے آپ تیسویں روز بالاخانہ سے اتر کر سب سے پہلے سیدہ عائشہؓ کے پاس تشریف لائے۔ ایسے خوشی کے موقع پر حضرت عائشہؓ کو سب کچھ گلدستہ نیاں بنا توینا چاہئے تھا۔ اور اس واقعہ کے باارے میں کچھ نہ کہنا چاہئے تھا لیکن حريم نبوت کی اس ملکہ اور مدرسہ نبوت کی اس معلمہ نے ایک سوال کر دیا کیونکہ مزاج شناس نبوت نفس شریعت کی گرہ کشائی کو سب چیزوں سے مقدم سمجھتی تھیں۔ چنانچہ عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے تو ایک ماہ تک ہمارے حجروں میں نہ آنے کے لئے کہا تھا۔ آپ ایک روز پہلے کیونکہ تشریف لے آئے؟ (کیونکہ ان کے ذہن میں مہینہ تھیں دن کا تھا) آپ نے ارشاد فرمایا عائشہ! مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔

فائدہ (اس قسم کے جو سوالات و مباحث حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں وہ دراصل آپ کی روزانہ تعلیم کے مختلف اسماق ہیں جو مدرسہ نبوت سے آپ لیتی تھیں۔ بعض دفعہ آپ ایسے موقعوں پر بھی سوال کر لیتی تھیں جب بظاہر نبوت کی برہمی اور آزردگی کا قوی اندازہ ہوتا تھا لیکن آپ ان کے سوال پر برہم نہ ہوتے بلکہ ان کی علم و تحقیق کی پیاس کو جواب دے کر بچانے کی کوشش فرماتے۔ اس سے کئی پیچیدہ سائل کی گرہ کشائی ہوتی جس سے شریعت اسلامی میں کئی ابواب کا اضافہ ہوتا ہے)۔

کنیت رکھنے کی تمنا:

عرب میں کنیت شرافت کا نشان سمجھا جاتا تھا۔ اس وجہ سے ہر مرد اور عورت اپنی کنیت ضرور رکھتا تھا۔ چونکہ سیدہ عائشہؓ اولاد کی نعمت سے بہرہ ورنہیں ہوئی تھیں اس وجہ سے ان کی کوئی کنیت نہیں تھی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عبد اللہ بن زبیرؓ (جو کہ حضرت عائشہ کی بہن حضرت اسماءؓ کے بیٹے اور حضرت عائشہؓ

کے بھانجے تھے) پیدا ہوئے تو میں انہیں اٹھا کر حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر آئی۔ آپ نے ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور یہ پہلی چیز تھی جو پیدائش کے بعد ان کے پیٹ میں گئی۔

حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری تمام سہیلوں کی تو کنیتیں ہیں۔ آپ میری بھی کوئی کنیت مقرر فرمادیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو بھی اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کے نام کی کنیت رکھ لے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے اپنی کنیت ام عبداللہ رکھ لی جو آپ کی وفات تک رہی۔

(سیرت عائشہ ص ۱۲۷ بحوالہ مند احمد جلد ۶ ص ۱۰۷)

حضرت عائشہؓ کی احتیاط اور حضور ﷺ کی اجازت:

ایک مرتبہ سیدہ عائشہؓ کے ایک رضائی پچانٹے کیلئے آئے لیکن سیدہؓ نے غیر محروم سمجھتے ہوئے ملٹے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ سمجھتی تھیں کہ اگر میں نے دودھ پیا ہے تو عورت کا پیا ہے عورت کے دیور کا مجھ سے کیا تعلق۔ حضور ﷺ جب تشریف لائے تو آپ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ تمہارا پچا ہے اس کو اندر بلالو۔

عجیب سزا:

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ بیمار پڑیں۔ لوگوں نے کہا کسی نے ٹوٹکا کیا ہے۔ انہوں نے ایک لوٹکی کو پوچھا کہ کیا تو نے ٹوٹکا کیا کیا ہے۔ اس نے اقرار کیا، پوچھا کیوں؟ بولی تاکہ آپ جلد مر جائیں تو میں جلدی چھوٹوں، حکم دیا کہ اس کو کسی شریک کے ہاتھ پنج ڈالو۔ اور اس کی قیمت سے دوسرا غلام خرید کر کے آزاد کر دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ گویا کہ ایک قسم کی سزا تھی، لیکن کتنی عجیب! (مستدرک حاکم کتاب

الطب) میں ہے کہ لوٹدی کو سزا خلاف شریعت امر کے ارتکاب پر دی۔
(سیرت عائشہ ص ۱۳۷)

سیدہ کی برکت سے امت پر آسانی:

ایک سفر میں سیدہ عائشہؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ سیدہ عائشہؓ کے گلے میں بار تھا۔ قافلہ واپس ہو کر جب مقام ذات الحیثیت پہنچا تو وہ ٹوٹ کر گر پڑا۔ پہلے واقعہ سے حضرت عائشہؓ کو تنبہہ ہو چکا تھا۔ لہذا فوراً حضور ﷺ کو مطلع کیا گیا صح قریب تھی۔ حضور ﷺ نے قافلہ کو پڑاؤ کا حکم ارشاد فرمایا اور صحابہؓ کو اس کے ڈھونڈنے کو دوڑایا۔

اتفاق یہ کہ جہاں فوج نے پڑاؤ ڈالا وہاں مطلق پانی نہ تھا۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ لوگ حضرت ابو بکرؓ کے پاس آ کر پریشانی کا اظہار کرنے لگے۔ سیدنا ابو بکرؓ سید ہے سیدہ عائشہؓ کے پاس آئے۔ دیکھا کہ حضور ﷺ ان کے زانو پر سر رکھے آرام فرماء ہے۔ نہایت غصے سے فرمایا، ہر روز تم ہی سب کے لئے مصیبت کا باعث بنتی ہو۔ غصہ میں ان کے پہلو میں کئی کوچے بھی دیئے لیکن وہ حضور ﷺ کی تکلیف کے خیال سے ہل بھی نہ سکیں۔ جب آپؓ بیدار ہوئے تو حق تعالیٰ شانہ نے آیت تیم نازل فرمائیں۔ اس آیت میں مسلمانوں کو بتایا گیا کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیم کر کے نماز ادا کرو۔ تیم کی سہولت نازل ہونے سے سیدنا ابو بکرؓ کو خاص سرست حاصل ہوئی اور حضرت عائشہؓ سے مخاطب ہو کر تین بار کہا۔ انک لمبرکۃ۔ انک لمبرکۃ۔ بیٹی بلاشک تو بڑی مبارک ہے۔ صحابہ کرامؓ نے تیم کر کے نماز صح ادا کی اور تمام صحابہ کرامؓ نے بے حد خوش ہوتے ہوئے کہا کہ یہ پہلی برکت نہیں بلکہ تہاری برکت سے اور بھی بہت سی

آسانیوں کے حکم نازل ہو چکے ہیں۔

(سیرت عائشہ ص ۸۷، کوالہ منڈ احمد جلد ۲، صفحہ ۳۲۲)

واقعہ افک:

شعبان سن ۵ ہجری میں سیدہ عائشہؓ کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس نے نہ صرف سیدہ عائشہؓ کو بلکہ حضور ﷺ کی زندگی میں بھی ایک اضطراب پیدا کیا۔ اس واقعہ کو واقعہ افک کہتے ہیں۔

اور اس کی تفصیل بخاری اور دوسری کتابوں میں یوں ہے۔ شعبان سن ۵ ہجری میں سرکار دو عالم ﷺ نے غزوہ بنی مصطلق کے لئے رخت سفر باندھا۔ صحابہ کرامؓ کی ایک اچھی خاصی تعداد آپؐ کے ہم رکاب تھی۔ منافقوں کو قرآن و شواہد سے معلوم ہو گیا تھا کہ اس غزوہ میں کوئی خوزینہ جنگ نہ ہوگی لہذا ان کی اچھی خاصی تعداد اسلامی فوج میں شامل ہو گئی۔ اس سے قبل منافق اتنی تعداد میں اسلامی فوج میں کبھی شامل نہ ہوئے تھے۔ اس سفر میں حضرت عائشہؓ آپؐ کے ہم رکاب تھیں۔ آپؐ نے چلتے وقت اپنی بڑی بہن حضرت اسماءؓ کا ایک ہار عاریتاً (ادھار) پینے کیلئے لیا تھا۔ ہار کی لڑیاں اتنی کمزور تھیں کہ ٹوٹ جاتی تھیں۔ اس زمانہ میں پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا لہذا سیدہ عائشہؓ اپنے محمل میں سوار ہوتیں اور جب اتاری جاتیں تو محمل سمیت ہی اتاری جاتیں اور محمل پر پردے لٹکے رہتے تھے۔ حضرت عائشہؓ اس زمانہ میں نہایت دبليٰ پتلی تھیں۔ چنانچہ محمل اٹھانے میں سارے بانوں (کجا وہ اٹھانے والے) کو کچھ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ سیدہ عائشہؓ اس میں سوار ہیں بھی یا نہیں۔ غزوہ بنی المصطلق سے واپسی پر مدینہ کے قریب ایک مقام پر حضور ﷺ نے قیام کرنے کا حکم دیا۔ رات کے پچھلے پھر قافلہ کو روائی کا حکم دے دیا گیا لیکن

حضرت عائشہؓ کو روانگی کا علم نہ ہو سکا۔ قافلہ کے کوچ کرنے سے کچھ دیر قبل حضرت عائشہؓ محل سے نکل کر فقراء حاجت کیلئے قافلہ سے ذرا دور نکل کر باہر آز میں چل گئیں۔ فارغ ہو کر جب لوٹیں تو اتفاق سے گلے پر ہاتھ پڑ گیا دیکھا تو ہار نہ تھا بہت گھبرائیں اور واپس جا کر ہار ڈھونڈنے لگیں۔ بعض روایات میں ہے کہ ہار وہیں ٹوٹ گیا تھا اور اس کے داؤں کو اکٹھا کرنے میں دیر ہو گئی۔ ان کا خیال تھا کہ میں جلدی واپس لوٹ آؤں گی۔ اس وجہ سے نہ کسی کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور نہ آدمیوں کو اپنے انتظار کا حکم دے کر گئیں تھیں۔ قافلہ پونکہ کوچ (روانگی) کیلئے تیار تھا۔ اس وجہ سے سارے بانوں نے یہ سمجھ کر کہ سیدہؓ محل میں تشریف فرمایا ہیں محل کو اونٹ پر رکھ کر روانہ ہو گئے۔ لوگوں کو محل اونٹ پر رکھتے ہوئے اس کے ہلکے ہونے کا کچھ احساس بھی نہ ہوا۔ لشکر روانہ ہونے کے بعد ہار ملا۔

جب ہار لے کر لشکر کے قیام کی جگہ پر واپس آئیں تو وہاں بالکل سناٹا تھا اور لشکر جا چکا تھا۔ بہت پریشان ہوئیں لیکن فوراً ہی مزید پریشان ہوئے بغیر عقل مندی کا ثبوت دیا یہ خیال کر کے کہ جب آپؐ آئندہ مقام پر پہنچ کر مجھے نہ پائیں گے تو اسی جگہ میری تلاش کیلئے آدمی روانہ فرمائیں گے اسی جگہ چادر اوڑھ کر پڑ رہیں اور سو گئیں۔

سیدنا صفویان بن معطل سلمیؓ ایک صحابی تھے جو ساقہ (Reas Guard) یعنی سپاہیوں اور فوج کی گردی پڑی چیزوں کے انتظام کے لئے لشکر کے پیچے رہتے تھے۔ صبح کو جب وہ لشکر کے سابقہ پڑاؤ کے مقام پر پہنچ تو انہوں نے حضرت عائشہؓ کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ کیونکہ پرده کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہوں نے حضرت عائشہؓ کو دیکھا ہوا تھا۔ دیکھتے ہی ان اللہ پڑھا سیدہؓ کی ان کی آواز سے آنکھ کھل گئی۔ فوراً چادر سے منہ ڈھانپ لیا۔

سیدہ خود فرماتی ہیں: بخدا! صفوان نے مجھ سے بات تک نہیں کی اور نہ ان کی زبان سے سوائے اللہ کے میں نے کوئی کلمہ سنा۔ (غالباً سیدنا صفوانؓ نے با آواز بلند اسی لئے اللہ کہا تاکہ سیدہ بیدار ہو جائیں اور خطاب و کلام کی نوبت نہ آئے چنانچہ ایسا ہی ہوا) سیدنا صفوانؓ نے اپنا اونٹ لا کر سیدہ عائشہؓ کے قریب بخلالا دیا (محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ صفوانؓ اونٹ سامنے کر کے خود پشت پھیر کر پیچھے ہٹ گئے)۔

سیدہ اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ اور صفوانؓ مہار پکڑ کر اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گئے اور عین دوپہر کے وقت شکر اسلامی میں جا پہنچے۔ یہ ایک معمولی واقعہ تھا لیکن منافقین نے اس پر بڑے بڑے حاشی چڑھائے، وہی تباہی بکیں اور یہ مشہور کیا کہ نعوذ باللہ اب وہ پاک دامن نہیں رہیں۔ گویا کہ عیسائیوں میں سیدہ مریم علیہ السلام پر جو کچھ گزری اسلام میں اسی کا اعادہ بڑے زور و شور سے ہوا۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر سیدہ عائشہؓ بیمار ہو گئیں۔ ایک مہینہ بیماری میں گزر رہیں منافقین نے اس عرصہ میں اس خبر کو خوب ہوا دی۔ نیک دل مسلمانوں نے تو اس افواہ کو سننے ہی کافیوں پر ہاتھ رکھا اور کہا سبحان الله هذا بهتان عظيم۔ (سبحان الله یہ تو بہت بڑا بہتان ہے)۔ سیدنا ابوالیوب الانصاریؓ نے اپنی اہلیہ سے کہا ام ابو! اگر تم سے کوئی یہ کہتا تو کیا تم مان لیتیں؟ وہ بولیں ”استغفرالله! کیا کسی شریف کا یہ کام ہے؟ تو سیدنا ابوالیوبؓ نے فرمایا۔ سیدہ عائشہؓ تو تم سے کہیں زیادہ شریف ہیں کیا ان سے ایسا ہو سکتا ہے؟“

ریس المناقین عبد اللہ بن ابی اور دوسرے منافقین کے علاوہ تین مسلمان بھی اس سازش میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت حسنة بنت جوشؓ اور حضرت مسٹح بن اثاثؓ۔ حالانکہ ان مسلمانوں میں اول الذکر دو حضرات اس سفر

میں شرکیک نہ تھے۔

سیدنا حسان بن ثابتؓ کو معاذ اللہ واقعہ کی صحت سے بحث نہ تھی۔ بلکہ ان کو صفوائؑ کی بدناہی پر مسرت تھی ان کو ملال تھا کہ پیروں لوگ ہمارے ہاں آکر زیادہ معزز کیوں بن گئے چنانچہ ایک قصیدہ میں انہوں نے ان جذبات کا اظہار بھی کیا ہے:-

امسى العجلابیب قد عزوا و قد کثروا
ابن الفریعیة امسى بیضته البلد
اس قدر معزز ہو گئے اور اتنے بڑھ گئے
اور فریعہ کا بیٹا (حسان) اتنا ذلیل ہو گیا۔

(سیرۃ ابن ہشام ذکر افک)

حضرت حمہ بنت جحشؓ ام المؤمنین سیدہ نبیب بنت جحشؓ کی بہن تھیں۔
وہ سمجھیں کہ اس طرح وہ سیدہ عائشؓ کے دامن کو بدنما کر کے اپنی بہن کو بڑھنے کا موقع دلائیں گی۔ حضرت مسیحؓ سے البتہ تعجب ہے کیونکہ وہ سیدنا ابوکبرؓ کے قریبی عزیز تھے۔ یعنی ان کی والدہ سیدنا ابوکبرؓ کی خالہ زاد بہن تھیں اور مسیحؓ رشتہ میں ان کے بھانجے تھے اور سیدہ عائشؓ ماموں زاد بہن تھیں۔

حضرت عائشؓ کے خلاف مدینہ میں جو طوفان اٹھایا گیا تھا۔ ان کو اس کا مطلق علم نہ تھا کیونکہ وہ مدینہ پہنچنے ہی بیمار ہو گئیں تھیں اور بیماری کی طوالت ایک ماہ تک رہی۔ لیکن سرکار دو عالم علیہ السلام کے اس تلطیف اور مہربانی میں کمی آجائے کی وجہ سے دل میں خلجان اور تردود تھا۔ کیا بات ہے کہ آپؐ گھر میں تشریف لاتے ہیں اور مجھ سے نہیں بلکہ دوسروں سے میرا حال دریافت کر کے واپس تشریف لے جاتے ہیں۔ سیدہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ کی اس بےاتفاقی سے میری تکلیف میں اور

اضافہ ہوتا تھا۔ لیکن اس بے التفائقی کی وجہ میری سمجھ میں نہ آئی۔ ایک دن میں اور ام مسطح قضاۓ حاجت کے لئے جنگل کی طرف چلیں۔ عرب کا قدیم دستور یہی تھا کہ بدبو کی وجہ سے گھروں میں بیت الحلاء نہیں بناتے تھے۔ راستے میں ام مسطح کو کسی چیز سے ٹھوکر لگی۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو بد دعا دی۔ سیدہ عائشہؓ نے فرمایا: ایسے شخص کو کیوں برا بھلا کہتی ہو جو بدر میں شریک ہوا۔ ام مسطحؓ نے کہا کیا تم کو اس قصہ کی خر نہیں؟ سیدہ عائشہؓ نے فرمایا کیا قصہ ہے؟ ام مسطحؓ نے سارا قصہ بیان کیا۔ یہ سنتے ہی پاؤں تلنے سے زمین نکل گئی اور سنتے ہی لرزہ سے مرض میں اضافہ ہو گیا۔ اور اس قدر صدمہ ہوا کہ بلا اختیار یہ دل میں آیا کہ کسی کنوں میں جا کر اپنے آپ کو گرا دوں۔ صدمہ اور بدحواسی کی وجہ سے اپنی ضرورت بھول گئیں اور بغیر قضاۓ حاجت کے راستے ہی سے واپس آگئیں۔ جب حضور ﷺ کو گھر تشریف لائے تو آپ سے میں نے اپنے ماں باپ کے ہاں جانے کی اجازت چاہی تاکہ ان کے ذریعے سے اس واقعہ کی تحقیق کروں۔ آپؐ نے اجازت دے دی اور میں اپنے والدین کے ہاں آگئی۔ میکہ میں آکر میں نے اپنی ماں سے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ لوگ میری بابت کیا کہتے ہیں؟ ماں نے کہا: بیٹی تو رنج نہ کر یہ دنیا والوں کا قاعده اور دستور ہے کہ جو عورت خوبصورت اور خوب سیرت اور اپنے شوہر کے نزدیک بلند مرتبت ہوتی ہے تو حسد کرنے والے اس کے ضرر کے درپے ہوتے ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ کیا لوگوں کو اور میرے والد اور حضور ﷺ کو اس بات کا علم ہے؟ وہ بولیں ہاں، تو میں نے کہا اے ماں! اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے لوگوں میں تو اس کا چرچا ہے اور تم نے مجھ سے ذکر تک نہ کیا یہ کہہ کر آنکھوں میں آنسو ایں پڑے اور شدت غم سے چینیں نکل گئیں۔ سیدنا ابو بکرؓ بالا خانہ میں قرآن مجید کی تلاوت فرمائی ہے تھے۔ میری چینی سن کر نیچے آئے اور میری ماں سے دریافت کیا۔

ماں نے کہا کہ اس کو اس قصہ کی خبر ہو گئی ہے یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل پڑے۔ تمام رات آنسو بہاتے گز ری۔

اسی طرح صحیح ہو گئی گوسیدہ عائشہؓ کی بے گناہی اور پاک دامتی مسلم تھی لیکن شریر لوگوں کے اس الزام سے آپؐ نہایت مضطرب تھے۔ ادھر نزول وحی میں تاثیر ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علیؑ اور سیدنا اسامہؓ سے مشورہ فرمایا۔ حضرت اسامہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اور آپؐ کے اہل میں سے ہیں جو آپؐ کی شایان شان اور منصب نبوت و رسالت کے مناسب ہیں۔ ان کی عفت و عصمت کا پوچھنا ہی کیا۔ آپؐ کے حرم محترم کی طہارت و نزاہت سورج سے زیادہ عیاں ہے اور شبئم سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اس میں رائے اور مشورہ کی کیا ضرورت ہے؟ سیدنا علیؑ سے جب آپؐ نے پوچھا تو انہوں نے حضور ﷺ کے رنج و غم اور حزن و ملال کے خیال سے یہ عرض کیا۔

یا رسول اللہؐ نے آپؐ پر تنگی نہیں کی۔ عورتیں ان کے سوا بہت ہیں۔ آپؐ مجبور نہیں مفارقت آپؐ کے اختیار میں ہے لیکن پہلے گھر کی باندی اور خادمہ سے تحقیق فرمائیں اس لئے کہ باندی اور خادمہ بہ نسبت اوروں کے خاگلی حالات سے زیادہ باخبر ہوتی ہیں۔

حضور ﷺ نے سیدنا علیؑ کے مشورہ کے مطابق خادمہ بریرہؓ کو بلوایا اور اس سے پوچھا کہ کیا تو گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ بریرہؓ نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا میں تھے سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں اسے چھپانا نہیں بریرہؓ نے عرض کیا کہ میں ہرگز نہیں چھپاؤں گی۔ آپؐ دریافت فرمائیں۔

آپؐ نے پوچھا کہ کیا تو نے عائشہؓ سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھی ہے؟ اور اے بریرہ! اگر تو نے ذرہ برابر بھی کوئی شئے ایسی دیکھی ہو جس سے مجھ کو شہر اور

تردد ہو تو بتلا دے۔ بریہہ نے جواب میں عرض کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا میں نے عائشہؓ کی کوئی بات معیوب اور قابل گرفت کبھی نہیں دیکھی مگر یہ کہ وہ ایک کمن لڑکی ہے۔ آٹا گندھا ہوا چھوڑ کر سو جاتی ہے بکری کا بچہ آکر اسے کھا جاتا ہے۔ یعنی وہ تو اس قدر بے خبر ہے وہ دنیا کی چالاکیوں کو کیسے جان سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت بریہہؓ کا یہ جواب سن کر مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اول خدا کی حمد و شنا کی اور بعد ازاں عبداللہ بن ابی کی خباثت کا ذکر کے ارشاد فرمایا۔

مسلمانوں! کون ہے جو میری اس شخص کے مقابلہ میں مدد کرے جس نے مجھ کو میرے اہل بیت کے بارے میں ایذاء پہنچائی ہے۔ بخدا! میں نے اپنے اہل بیت سے سوائے نیکی اور پاکدہ منی کے اور کچھ نہیں دیکھا اور علیٰ هذا القياس جس شخص کا ان لوگوں نے نام لیا ہے اس سے بھی سوائے خیر اور بھلانی کے اور کچھ نہیں دیکھا۔ یہ سن کر قبیلہ اوس کے سردار سیدنا سعد بن معاویہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ میں آپ کی اعانت کیلئے حاضر ہوں۔ اگر یہ شخص ہمارے قبیلہ اوس کا ہوا تو ہم خود ہی اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر قبیلہ خزرج کا ہوا اور آپ نے حکم دیا تو ہم تعقیل کریں گے۔

قبیلہ خزرج کے سردار سیدنا سعد بن عبادہؓ کو یہ خیال ہوا کہ سعد بن معاویہ پر تعریض کر رہے ہیں کہ اہل افک قبیلہ خزرج سے ہیں۔ اس لئے ان کو جوش آگیا (جبیسا کہ محمد بن اسحاق کی روایت میں ہے) اور سیدنا سعد بن معاویہ کو مخاطب کر کے کہا ”بخدا! تم اس کو ہرگز قتل نہ کر سکو گے یعنی اگر ہمارے قبیلے کا ہوا تو ہم خود اس کو قتل کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ (جس کی وجہ سے آپس میں کچھ بات بڑھنے لگی لیکن) سرکار دو عالمؐ میں نمبر سے یہ تشریف لے آئے اور لوگوں کو

خاموش کیا۔

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ دن بھی میرا روتے ہوئے گزرا۔ رات بھی اسی طرح گزری۔ جب صحیح ہوئی تو میرے والدین بالکل میرے قریب آکر بیٹھ گئے۔ اور میں برابر روتے جا رہی تھی۔ اتنے میں ایک انصاری عورت آگئی، مجھے روتا دیکھ کر وہ بھی میرے ساتھ رونے لگی۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور سلام کر کے میرے قریب بیٹھ گئے۔ اس واقعہ کے بعد سے آج تک کبھی میرے پاس آکر نہیں بیٹھے تھے۔ تشریف فرمادیا ہو کر آپ نے اول خدا کی حمد و شاء کی اس کے بعد آپ نے مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:-

عائشہؓ مجھ کو تیری جانب سے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے اگر تو اس جرم سے بری ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ تجھ کو ضرور بری کرے گا۔ اور اگر تو نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کر۔ اس لئے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ نے اپنی یہ بات ختم کی تو اسی وقت میرے آنسو خشک ہو گئے اور ایک قطرہ بھی آنکھ میں باقی نہ رہا۔ دل نے اپنی برأت کے یقین کی بناء پر اطمینان محسوس کیا اور بستر پر جا کر لیٹ گئی۔ اور اس وقت قلب کو یقین کامل اور جذب تام تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور میری بریت فرمائیں گے۔ لیکن یہ وہم و گمان نہ تھا کہ میرے بارے میں اللہ تعالیٰ ایسی وحی نازل فرمائیں گے جس کی ہمیشہ تلاوت ہوتی رہے گی اور میری ان الفاظ میں برأت کی جائے گی جو مسجدوں اور نمازوں میں پڑھی جائیں گی۔

صرف یہ امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ خواب میری برأت بتلا دی

جائے گی اور اس طرح اللہ تعالیٰ مجھ کو اس تہمت سے بری کرے گا۔

اب وقت آگیا تھا کہ عالم غیب کی زبان گویا ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ حضور ﷺ ابھی اپنی جگہ سے اٹھے نہ تھے کہ دفعۃ وجی کے آثار نمودار ہوئے۔ باوجود شدید سردی کے پیشانی مبارک سے موتیوں کی طرح پسند کے قطرات پنکے لگے۔

(محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ) سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس وقت آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا تھا! میں بالکل نہیں گھبرائی حالانکہ میرے ماں باپ کا خوف سے یہ حال تھا کہ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں ان کی جان نہ نکل جائے سیدنا ابو بکرؓ کا حال یہ تھا کہ کبھی سرکار دو عالم ﷺ کی طرف دیکھتے اور کبھی میری طرف جب رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھتے تو یہ اندیشہ ہوتا کہ مبادا وحی اس کے مطابق نہ نازل ہو جائے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں جو پھر قیامت تک نہیں مل سکے گا۔ اور جب میری طرف دیکھتے تو میرے سکون اور اطمینان کو دیکھ کر ان کو ایک گونہ امید ہوتی۔ ماسا سیدہ عائشہؓ کے سارا گھر اسی خوف و رباء اور امید و نیم کی کشمکش میں تھا کہ وحی کا نزول ختم ہوا اور چہرہ انور پر مسرت و بشاشت کے آثار نمودار ہوئے۔ مسکراتے ہوئے اور دست مبارک سے جبین منور کے پسند کو پونچھتے ہوئے سیدہ عائشہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور پہلا کلمہ جوزبان مبارک سے لکلا وہ یہ تھا۔

عائشہؓ تجھے مبارک ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تیری برأت نازل کی ہے قرآن کی صورت میں۔ میری والدہ نے کہا عائشہؓ! اللہ اور اپنے خاوند کا شکر ادا کرو۔ سیدہ عائشہؓ نے ناز کے ساتھ جواب دیا: میں صرف اپنے خدا کا شکر ادا کروں گی جس نے میری برأت نازل فرمائی میں کسی اور کی ممنون نہیں۔ (سیدہ عائشہؓ کا اس حالت میں شکر نبوی سے انکار کرنا ناز محبوی کے مقام سے تھا اور ناز کی

حقیقت یہ ہے کہ دل جس شے سے لبریز ہو زبان سے اس کے خلاف اظہار ہو۔ ظاہر میں یہ ایک ناز تھا لیکن صد ہزار نیاز اس میں مستور تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیات نازل فرمائی ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:-

”تحقیق جن لوگوں نے یہ طوفان برپا کیا ہے وہ تم میں ایک جماعت ہے۔ تم اس کو اپنے لئے شرنہ سمجھو بلکہ وہ فی الحقيقة تمہارے لئے خیر ہے۔ ہر شخص کیلئے گناہ کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا اس نے کمایا اور (جو) اس طوفان کے بڑے حصے کا متولی بنا ہے اس کیلئے بڑا عذاب ہے۔ اس بات کو سنتے ہی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے لئے نیک گمان کیوں نہ کیا اور یہ کیوں نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے اور کیوں نہ لائے اس پر چار گواہ۔ پس جب کہ یہ لوگ گواہ نہ لائے تو بس یہ لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ اور اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو تم کو اس چیز میں کہ جس میں تم گفتگو کر رہے ہو سخت عذاب پہنچتا۔ جب کہ تم اس کو اپنی زبانوں سے نقل کرتے ہو اور اپنے منہ سے ایسی بات کہتے ہو جس کی تم کو تحقیق نہیں اور تم اس کو آسان سمجھتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی ہے اور تم نے اس خبر کو سنتے ہی یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمارے لئے ایسی بات کا زبان پر لانا ہی زیان نہیں۔ تم کو یہ کہہ دینا چاہئے تھا کہ سبحان اللہ یہ تو بہتان عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرو گے اگر تم ایمان والے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام کو واضح طور پر بیان کرتا ہے اور اللہ علیم اور حکیم ہے۔ تحقیق جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو ان کیلئے دنیا اور آخرت میں درد ناک عذاب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور

رحمت نہ ہوتی (تو نہ معلوم کیا مصیبت آتی) اور بے شک اللہ تعالیٰ روف و رحیم
(پارہ ۱۸ سورہ انور آیت ۱۱ تا ۲۰)

رسول اللہ ﷺ جب ان آیات برأت کی تلاوت سے فارغ ہوئے اور
سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنی عفت ماب کی عصمت و طہارت پر حق تعالیٰ شانہ کی
شہادت کو سن لیا تو آپ نے اسی وقت اٹھ کر اپنی بیٹی سیدہ عائشہؓ کی پیشانی کو بوسہ
دیا۔ سیدہ عائشہؓ نے کہا ابا جان پہلے سے آپ نے مجھ کو کیوں نہ بے قصور سمجھا۔
سیدنا ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ کون سا آسمان مجھ پر سایہ ڈالے اور کون سی زمین مجھ
کو اٹھائے اور تھامے جب کہ میں اپنی زبان سے وہ بات کہوں جس کا مجھے علم نہ ہو۔
بعد اذان رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور جمیع عام میں حضرت
عائشہؓ کی برأت میں نازل شدہ آیات کی تلاوت فرمائی۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ فتنہ اصل میں منافقین نے شروع کیا تھا
لیکن تین پکے مسلمان اپنی سادہ لوگی کی وجہ سے منافقین کے دھوکہ میں آگئے تھے ان
پر حد قذف جاری کی گئی یعنی اسی اسی ذرے نارے گئے اور وہ اپنی غلطی سے تائب
ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو معاف فرمادیا جیسا کہ آیات سے متشرع ہے۔
اور عبد اللہ بن ابی کے بارے میں مشہور قول یہ ہے کہ اس کو سزا نہیں دی
گئی اس لئے کہ وہ منافق تھا۔ لیکن بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر بھی
حد جازی کی گئی۔ واللہ اعلم۔

(فتح الباری جلد ۸ ص ۳۶۶۔ روح المعانی جلد ۱۸ صفحہ ۱۰۹)

فائدہ (جو آیات ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کی برأت کے بارے میں نازل ہوئیں ان
میں ان کی فضیلت و منقبت ظاہر و باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بہتان سے
بری فرمایا اور انہیں طلبہ فرمایا اور مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ فرمایا جس سے ان

کی مغفرت کا قطعی اور یقینی ہونا معلوم ہوا۔ لہذا اب جو اس شہنم کی طرح پاکیزہ صفت خاتون پر (جس کی پاکیزگی کی گواہی خود رب العالمین نے دی) تھت لگائے وہ قرآن حکیم کا صریح مذکوب اور منکر ہونے کی وجہ سے بالاجماع دائرة اسلام سے خارج ہے۔
(لاحظہ ہو الصارم المسول علی شاتم الرسول)

اور نزول وحی میں جو ایک ماہ تاخیر ہوئی اس میں حکمت یہ تھی کہ سیدہ عائشہؓ کے مقام عبودیت کی تکمیل ہو جائے کہ جب مظلومانہ گریہ و زاری اور عاجزاء بے تابی و اضطراری اور بارگاہ ذوالجلال میں فقیرانہ تزلیل اور تمیسکن اور مضطربانہ تضرع اور ابھاں حد کمال کو پہنچ جائے اور سوائے خدا کے کسی سے کوئی امید باقی نہ رہے۔ اور خدا اور اس کے رسول کے ساتھ حسن ظن رکھنے والوں کے قلوب وحی الہی کے انتظار میں ماہی بے آب کی طرح تزپنے لگیں اس وقت حق تعالیٰ شانہ نے باراں وحی سے اپنے محبوب اور مخلص بندوں کے مردہ دلوں کو حیات بخشی اور صدیقۃ بنت صدیقؓ کو برآت و نزاہت کے بیش بہا خلعت سے سرفراز فرمایا۔

مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخصی یعنی فرد و احد کے معاملے کو اتنا شرح و بسط سے بیان نہیں فرمایا جتنا حضرت عائشہؓ کے معاملے کو طوالت کے ساتھ ذکر فرمایا۔ اسی لئے راقم الحروف نے بھی اس واقعہ کو تفصیلاً ذکر کیا تاکہ اولاً حصول برکت کیلئے قرآن کریم سے مشابہت ہو جائے اور ثانیاً اس واقعہ سے مسلک جتنے بڑے بڑے حالات و واقعات ہیں وہ بھی قاری کے سامنے آ جائیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؓ نے واقعہ افک کے فوائد و لٹائنف کو اپنی کتاب فتح الباری جلد ۸ ص ۳۶۱-۳۷۱ پر بسط و شرح سے بیان کیا ہے)۔

ام المؤمنين

حضرت رضي الله عنها

﴿أَمْ الْمُؤْمِنِينَ حَفْرَتْ حَفْصَهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا﴾

مختصر سوانحی خاک

اصل نام مع والدہ کا نام:

أم المؤمنین حضرت حفصہؓ دختر نبیت بنت مظعون۔

والد کا نام اور خاندان:

فاروقؑ اعظم حضرت عمر فاروقؓ۔ قریشی اولاد کعب۔

پہلے کس سے نکاح ہوا؟:

حضور ﷺ سے پہلے حضرت حسین بن حداfähؓ سے نکاح ہوا تھا جنہوں نے
جسہ اور مدینہ دونوں جگہ تہجیت کی پھر جنگ احمد میں شریک ہو کر زخمی ہوئے اور
مدینہ میں وفات پائی۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

شعبان سن ۳ ہجری حضور ﷺ کی عمر ۵۵ سال ۶ ماہ اور حضرت حفصہؓ کی
عمر تقریباً ۲۲ برس تھی۔

کتنے عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

۸ سال۔

وفات کب اور کہاں ہوئی؟:

جمادی الاولی سن ۳۷ ہجری پھر ۶۰ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی۔
(تاریخ اسلام ص ۳۱-۳۲)

گوشہ نشینی سے نقصان:

حضرت حضہر گو اخلاف امت سے شدید نفرت تھی۔ جنگ صفين کے بعد جب تحریم کا واقعہ پیش آیا تو ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کو فتنہ سمجھ کر گوشہ نشین ہونا چاہتے تھے۔ کیونکہ قاتلان عثمانؓ سے قصاص لینے کے سلسلے میں حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی گفتگو متفقین کے ہنگامے کی نذر ہو گئی تھی۔ ایک دن وہ اپنی بہن حضرت حضہر کے پاس گئے اور کہا کہ آپ دیکھ رہی ہیں لوگوں کا کیا حال ہے۔ لیکن سیدہ حضہر نے کہا کہ گواں شرکت میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں تاہم تمہیں شریک ہونا چاہئے۔ کیونکہ لوگوں کو تمہاری رائے کا انتظار ہو گا اور مجھے ڈر ہے کہ تمہارے نہ جانے اور گوشہ نشینی اختیار کرنے سے ان میں اخلاف نہ ہو جائے۔

(ازواج مطہرات حیات و خدمات ص ۱۲۲ مؤلفہ ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری۔ تاجر: دارالاشاعت کراچی)

رفاقت نبی ﷺ کی خواہش:

ایک مرتبہ حضرت خصہ اور حضرت عائشہؓ حضور ﷺ کے ساتھ کی سفر میں چلی جا رہی تھیں۔ رات کے وقت حضور ﷺ حضرت عائشہؓ کے اوٹ کے قریب چلتے تھے۔ ایک دن حضرت خصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آج رات کو تم میرے اوٹ اور میں تمہارے اوٹ پر سوار ہو جاؤں پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ اس بات پر رضا مند ہو گئی۔ دونوں نے اپنے اوٹ تبدیل کر لئے۔ رات کے وقت رسول اللہ ﷺ اس اوٹ کے قریب چلتے رہے جس پر سیدہ خصہؓ سوار تھیں۔ اس طرح سیدہ خصہؓ کی سواری کا خواہش لوری ہو گئی۔

(ازواج مطہرات حیات و خدمات ص ۱۲۱ مؤلفہ ڈاکٹر حافظ حقانی میں قادری، تاثر: دارالاشاعت کراچی)

اعمال کی برکت:

حضرت قیس بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے سیدہ خصہؓ کو طلاق دے دی۔ (طلاق رجعی یعنی جس طلاق میں رجوع ہو سکے) اسی اثناء میں ان کے دو ماموں حضرت قدامہ بن مظعونؓ اور حضرت عثمان بن مظعونؓ ان کے پاس آئے۔ دیکھا کہ سیدہ خصہؓ رو رہی ہیں اور فرم� رہی ہیں کہ خدا کی قسم حضور ﷺ نے مجھے کسی عیب کی وجہ سے طلاق نہیں دی (کچھ دیر میں) رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہے کہ خصہؓ کی طلاق سے رجوع فرمائیجئے۔ کیونکہ وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی اور بہت زیادہ نماز پڑھنے والی اور پرہیزگار ہے اور وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوں گی۔

فائدہ (سیدہ خصہؓ کا مرتبہ اور منزلت کا اندازہ لگائیں کہ پیغمبر ﷺ اگر کسی بشری تقاضے کے تحت انہیں طلاق دیتے ہیں تو جبرائیل امین اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر آتے ہیں اور حضور ﷺ سے اس طلاق کا رجوع کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ صرف دنیا ہی میں آپ کی بیوی نہیں بلکہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوگی)۔

(طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۸۲)

جائیداد کو وقف کرنا:

سیدہ خصہؓ نے وفات کے وقت اپنے بھائی سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ کو وصیت فرمائی اور غابہ میں اپنی جائیداد جو سیدنا عمرؓ ان کو دے گئے تھے اس کو صدقہ کر کے وقف کر دیا۔ (غابہ مدینہ منورہ میں ایک مشہور جگہ ہے) (عیون الاثر جلد ۲ ص ۳۹۶)

نفلی روزہ اور قضاۓ:

ایک دفعہ سیدہ عائشہؓ اور سیدہ حفصةؓ نے نفلی روزہ رکھا۔ تو کسی نے ہدیہ کے طور پر کھانا بھیجا تو انہوں نے اس کھانے کو کھا کر روزہ افطار کر لیا (یعنی روزہ باقی نہ رکھا) پھر کچھ دیر کے بعد حضور ﷺ گھر تشریف لائے تو سیدہ حفصةؓ جلدی سے بول پڑیں کہ یا رسول اللہؐ میرا اور عائشہؓ کا نفلی روزہ تھا ہمیں کچھ کھانا ہدیہ کے طور پر آیا اور ہم نے اس پر روزہ افطار کر لیا۔ تو رسول اللہؓ نے فرمایا کہ اس کی جگہ پر ایک اور دن کا روزہ رکھ لو۔ تو سیدہ عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت حفصةؓ مجھ پر کلام میں سبقت لے گئی اور یہ کیوں نہ ہوتا آخر وہ اپنے باپ عمر فاروقؓ کی بیٹی تھی۔ فائدہ (امام ابوحنیفہؓ اس حدیث کی وجہ سے نفل کو بلا سبب توڑنا جائز نہیں سمجھتے اور وجوب قضاۓ کا حکم لگاتے ہیں اور اس میں کفارہ نہیں ہے۔ یہی امام مالکؓ کا مسلک ہے۔ باقی ائمہ کرام وجوب قضاۓ کے قائل نہیں اور سیدہ عائشہؓ کا یہ ارشاد کہ ”حفصةؓ جلدی سے بول پڑیں اور وہ اپنے باپ عمرؓ کی بیٹی تھیں“، اس میں سیدہ حفصةؓ کی تعریف ہے کہ وہ بات کرنے میں، اور سوال پوچھنے اور دینی مسائل دریافت کرنے میں جری تھیں)۔ (فتح الباری جلد ۳ ص ۲۵۰)

دجال کا خوف:

سیدہ حفصةؓ دجال سے بہت ڈرتی تھیں۔ مدینہ میں ایک شخص ابن صیاد نامی تھا اس میں دجال کی بہت سی علامات پائی جاتی تھیں۔ ایک دن حضرت ابن عمرؓ سے اس کی سر راہ ملاقات ہو گئی۔ حضرت ابن عمرؓ چونکہ ایک زاہد آدمی تھے۔ لہذا انہیں اس کی صورت تک دیکھنا گوارا نہ تھا۔ آپ نے ابن صیاد کو بہت سخت سنت کہا۔ اس پر وہ اس قدر پھولا کہ راستہ بند ہو گیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اس کو مارنا

شروع کر دیا۔ سیدہ حفظہؓ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو بولیں تمہیں اس سے کیا غرض۔ اسے چھوڑ دو، تمہیں پتہ نہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ دجال کے خروج کا محرك (سبب) اس کا غصہ ہوگا۔ (مند احمد جلد ۲ ص ۲۸۳)

علم کا شوق:

سیدہ حفظہؓ کو علم کے سکھنے کا بہت شوق تھا۔ اسی شوق کا اثر تھا کہ سرکار دو عالم ﷺ کو ان کی تعلیم کی بہت فکر رہتی تھی۔ سیدہ شفاء بنت عبد اللہؓ کو چیزوں کے کانے کا دم آتا تھا۔ ایک روز وہ بیت نبوت میں آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حفظہؓ وہ دم سکھا دو۔ (مند احمد جلد ۲ ص ۲۸۶)

تفقه فی الدین کا ملکہ :

سیدہ حفظہؓ کو دین میں تفقہ کا بھی ایک خاص ملکہ حاصل تھا۔ مختلف آیات سے مختلف نکات نکالتی رہتیں۔ ایک دفعہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اصحاب بدر اور اصحاب حدیثہ جہنم میں داخل نہیں ہوں گے۔ سیدہ حفظہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؓ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارْذَهَا“

”تم میں سے ہر شخص جہنم میں وارد ہوگا،“

تو آپؐ نے سیدہ حفظہؓ کے جواب میں فرمایا۔ ہاں لیکن یہ بھی تو ہے۔

”ثُمَّ نَجَّى الَّذِينَ تَقَوَّلُوا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جَهَنَّمَ“

”پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں

”زانوں پر گرا ہوا چھوڑ دیں گے“

(مند احمد جلد ۲ ص ۳۸۵)

دارِ حضصہ میں حضور ﷺ کا بستر:

حضرت حضصہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں حضور ﷺ کا بستر کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا بستر ایک ناث تھا جسے ہم دوہرا کر کے بچاتے تھے اس پر حضور ﷺ آرام فرماتے، ایک رات میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر میں اسے چوہرا کر کے بچاؤں تو زیادہ نرم ہو جائے گا چنانچہ اس رات ہم نے اسے چوہرا کر کے بچا دیا صبح کو حضور ﷺ نے فرمایا آج رات تم نے میرے لئے کیا بچھا دیا تھا؟ تو ہم نے کہا کہ آپ کا وہی بستر تھا بس آج ہم نے اسے چوہرا کر کے بچایا تھا خیال تھا کہ اس طرح آپ کا بستر زیادہ نرم ہو جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے پہلی حالت پر کر دو کیونکہ اس کی نرمی نے آج رات مجھے نماز سے روک دیا (یا تو اٹھ ہی نہ سکا یا دیر سے اٹھا)۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۸۹۱۔ بحوالہ ابن سعد ج ۱ ص ۳۶۵)

ام المؤمنين

حضرت فاطمة بنت خزفان

ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
مخصر سوانحی خاکہ

اصل نام مع لقب:

ام المؤمنین حضرت زینب لقب ام المساکین۔

والد کا نام اور خاندان:

خرزیہ۔ قریشی از اولاد بنو بلال بن عامر۔

حضور ﷺ سے پہلے کتنے نکاح ہوئے؟:

حضور ﷺ سے پہلے تین نکاح ہوئے تھے۔ (۱) طفیل سے (۲) عبیدہ سے دونوں حضور ﷺ کے بڑے چچا حارث کے بیٹے تھے۔ (۳) عبد اللہ بن جوش سے جو جنگ احمد میں شہید ہوئے۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

سن ۳۴ ہجری حضور ﷺ کی عمر مبارک ۵۵ سال اور حضرت زینبؓ کی عمر تقریباً ۳۰ برس تھی۔

کتنے عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

دو ماہ یا تین ماہ۔

وفات کب اور کہاں پائی؟:

سن ۳ ہجری مدینہ طیبہ میں بعمر ۳۰ سال۔ (تاریخ اسلام ص ۲۲)

ام المساکین کی وجہ تسمیہ:

حضرت نبی بنت خزیرہؓ چونکہ فقراء و مساکین کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ اس لئے ام المساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہو گئیں۔

حضور ﷺ سے نکاح اور وفات:

حضرت عبداللہ بن جوشؓ نے جنگ احمد میں شہادت پائی اور آنحضرت ﷺ نے اسی سال ان سے نکاح فرمالیا۔ نکاح کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس صرف دو تین ماہ رہنے پائی تھیں کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

حضور ﷺ کی زندگی میں حضرت خدیجہؓ کے بعد صرف یہی ایک بی بی تھیں جنہوں نے وفات پائی۔ حضور ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۳۰ برس کی تھی۔

(سیر الصحابة ج ۶ ص ۵۵، ۹۵، ۹۲، ۸۸ ص ۳۰)

ام المؤمنين

حضرت ام سلمه



﴿أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَفَظَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا﴾
مخصر سوانحی خاکہ

اصل نام مع کنیت:

اصل نام ہندُ اور کنیت ام سلمہ۔

والد کا نام اور خاندان:

ابی امیریہ عرف زادہ الرأکب (سوار کو زادہ راہ دینے والا)۔ قریشی از بنی مخزوم۔

حضور ﷺ سے پہلے کس سے نکاح ہوا؟:

حضور ﷺ سے پہلے حضرت عبد اللہ بن عبد الاسد مخدومی سے نکاح ہوا تھا جو حضور ﷺ کی پچوچھی بڑہ کے صاحبزادے تھے اور حضور ﷺ کے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

سن ۲۷ بھری یا ۸ بھادی الثانی سن ۵ بھری میں حضور ﷺ کی عمر مبارک ۵۶ سال اور حضرت ام سلمہ کی عمر ۲۳ برس تھی۔

کتنے عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

سات سال ۹ ماہ یا سات برس۔

وفات کب اور کہاں ہوئی؟:

مدینہ سن ۵۹ بھری یا ۶۰ بھری میں بھر ۸۳ سال کہا گیا ہے کہ ازدواج میں

(تاریخ اسلام ص ۳۲-۳۳)

سب کے آخر میں ان کی وفات ہوئی۔

دوہری تکالیف اور ہجرت مدینہ:

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں جب (میرے خاوند) حضرت ابوسلمہ نے مدینہ جانے کا پختہ ارادہ کر لیا تو انہوں نے میرے لئے اپنے اونٹ پر کجاوہ باندھا پھر مجھے اس پر سوار کرایا اور میرے بیٹے سلمہ بن ابی سلمہ کو میری گود میں میرے ساتھ بٹھا دیا۔ پھر وہ اپنے اونٹ کو آگے سے پکڑ کر مجھے لے چلے۔ جب (میرے قبیلہ) بنو مغیرہ کے آدمیوں نے ان کو (یوں جاتے) دیکھا تو ان کی طرف کھڑے ہوئے اور کہا تمہاری جان پر ہمارا زور نہیں چلتا (اپنے بارے میں تم اپنی مرضی کرتے ہو ہماری نہیں مانتے) لیکن ہم اس لڑکی کو کیسے تم پر چھوڑ دیں کہ تم اسے دنیا بھر میں لئے پھرو۔

حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ میرے قبیلے والوں نے یہ کہہ کر اونٹ کی نکیل حضرت ابوسلمہ کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے ان سے چھڑا کر لے گئے۔ اس پر حضرت ابوسلمہ کے قبیلہ بنو عبد الاسد کو غصہ آیا اور انہوں نے کہا کہ جب تم نے اپنی لڑکی (ام سلمہ) ہمارے آدمی (ابوسلمہ) سے چھین لی ہے تو ہم اپنا بیٹا (سلمہ) تمہاری لڑکی کے پاس نہیں رہنے دیں گے۔ تو میرے بیٹے (سلمہ) پر ان کی آپس میں کھینچتا نی شروع ہو گئی۔

یہاں تک کہ انہوں نے اس کا بازو اتار دیا۔ اور بنو عبد الاسد اسے لے کر چلے گئے۔ مجھے بنو مغیرہ نے اپنے ہاں روک لیا اور میرے خاوند ابوسلمہ مدینہ چلے گئے۔ اس طرح میں، میرا بیٹا اور میرا خاوند ہم تیوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ میں ہر صبح باہر آبٹخ میدان میں جا کر بیٹھ جاتی اور شام تک وہاں روتوی رہتی تھی۔ یوں تقریباً سال گزر گیا۔ یہاں تک کہ ایک دن قبیلہ بنو مغیرہ کا ایک آدمی

میرے پاس سے گزرا۔ وہ میرا پچھا زاد بھائی تھا۔ میری حالت دیکھ کر اسے مجھ پر ترس آگیا تو اس نے بنو مغیرہ سے کہا کیا تم اس مسکین عورت کو جانے نہیں دیتے؟ تم لوگوں نے اسے اور اس کے خاوند اور اس کے بیٹے تیوں کو الگ الگ کر رکھا ہے۔ اس پر بنو مغیرہ نے مجھ سے کہا اگر تم چاہتی ہو تو اپنے خاوند کے پاس چلی جاؤ۔

فرماتی ہیں کہ اس پر بنو عبد الاسد نے میرا بیٹا مجھے واپس کر دیا۔ میں نے اپنے اونٹ پر کجاوہ باندھا پھر میں نے اپنے بیٹے کو اپنی گود میں بٹھا لیا پھر میں مدینہ اپنے خاوند کے پاس جانے کے ارادے سے چل پڑی۔ اور میرے ساتھ اللہ کا کوئی بندہ نہیں تھا۔ جب میں تَنْعِیم پہنچی تو مجھے وہاں بنو عبد الدار کے حضرت عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ ملے (یہ اس وقت مسلمان نہ تھے) انہوں نے کہا اے بنت ابی امیہ! کہاں جا رہی ہو؟ میں نے کہا اپنے خاوند کے پاس مدینہ جانا چاہتی ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ میں نے کہا اللہ اور میرے اس بیٹے کے علاوہ کوئی میرے ساتھ نہیں ہے۔

وہ کہنے لگے اللہ کی قسم! تمہیں تو (یوں اکیلا) نہیں چھوڑا جا سکتا چنانچہ انہوں نے اونٹ کی نکیل کپڑلی اور میرے ساتھ چل دیئے اور میرے اونٹ کو خوب تیز چلایا۔ اللہ کی قسم! میں عرب کے کسی ایسے آدمی کے ساتھ نہیں رہی جو ان سے زیادہ شریف اور عمدہ اخلاق وala ہو۔ جب وہ منزل پر پہنچتے تو میرے اونٹ کو بٹھا کر خود پیچھے ہٹ جاتے اور جب میں اونٹ سے اتر جاتی تو میرے اونٹ کو لے کر پیچھے چلے جاتے اور اس کا کجاوہ اتار کر اسے کسی درخت سے باندھ دیتے۔ پھر ایک طرف کو کسی درخت کے نیچے جا کر لیٹ جاتے۔ جب چلنے کا وقت قریب آتا تو میرے اونٹ پر کجاوہ باندھ کر آگے میرے پاس لا کر اسے بٹھا دیتے اور خود پیچھے

چلے جاتے اور مجھ سے کہتے اس پر سوار ہو جاؤ۔
 اور جب میں سوار ہو کر اپنے اونٹ پر ٹھیک طرح بیٹھ جاتی تو اگلی منزل
 تک میرے اونٹ کی نکیل آگے سے پکڑ کر چلتے رہتے۔ انہوں نے سارے سفر میں
 میرے ساتھ یہی معمول رکھا یہاں تک کہ مجھے مدینہ پہنچا دیا۔
 جب قباء میں بنو عمرو بن عوف کی آبادی پر ان کی نظر پڑی تو مجھ سے کہا
 تمہارا خاوند اس بستی میں ہے۔ تم اس بستی میں داخل ہو جاؤ اللہ تمہیں برکت دے۔
 اور حضرت ابو سلمہؓ وہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ پھر وہاں سے وہ (عمان بن طلحہ) مکہ
 واپس چلے گئے۔

حضرت ام سلمہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ ابو سلمہ کے گھرانے نے جتنی مصیبتیں
 برداشت کی ہیں میرے خیال میں اور کسی گھرانے نے اتنی مصیبتیں نہیں برداشت کی
 ہیں۔ اور میں نے حضرت عثمان بن طلحہ سے زیادہ شریف اور مددہ اخلاق و لارفیق
 سفر نہیں دیکھا۔

(اور یہ حضرت عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ عبد رحیم صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے اور
 انہوں نے اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے اکٹھے بھرت کی)۔

(حیات الصحابة ج ۱ ص ۲۵۷ بحوالہ المبدیۃ ج ۳ ص ۱۶۹)

المصیبت پر اجر اور اس کا یقین:

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن (میرے خاوند) حضرت ابو سلمہؓ
 حضور ﷺ کے پاس سے میرے ہاں آئے اور انہوں نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ سے
 ایک بات سنی ہے۔

جس سے مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب کسی
 مسلمان پر کوئی مصیبت آتی ہے اور وہ اس پر انا لله پڑھے اور یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ أَجِرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا۔

ترجمہ "اے اللہ! مجھے اس مصیبت میں اجر عطا فرم اور جو چیز
چل گئی ہے اس سے بہتر مجھے عطا فرم اے"

تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر ضرور عطا فرماتے ہیں۔

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں میں نے ان کی اس بات کو یاد رکھا چنانچہ جب حضرت ابو سلمہؓ کا انتقال ہوا تو میں نے إِنَّا لِلَّهِ بِإِيمَانِي اور یہ دعا پڑھی۔ دعا تو میں نے پڑھ لی لیکن دل میں یہ خیال آتا رہا کہ ابو سلمہ سے بہتر مجھے کون مل سکتا ہے؟ جب میری عدت ختم ہو گئی تو حضور ﷺ نے نکاح کا پیغام دے دیا۔ تو واقعی اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابو سلمہؓ سے بہتر خاوند عطا فرمایا یعنی رسول اللہ ﷺ۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۲۵۷، حوالہ البدایۃ ج ۳ ص ۹۱)

حضور ﷺ کے حالہ عقد میں:

حضرت ام سلمہؓ قرمانی ہیں کہ جب میں مدینہ آئی تو میں نے مدینہ والوں کو بتایا کہ میں ابو امية بن مغیرہ کی بیٹی ہوں۔ لیکن ان لوگوں نے میری اس بات کو نہ مانا پھر ان میں سے کچھ لوگ حج کو جانے لگے تو انہوں نے کہا کیا تم اپنے خاندان والوں کو کچھ لکھوگی چنانچہ میں نے انہیں خط لکھ کر دیا جب وہ لوگ حج کر کے مدینہ واپس آئے تو انہوں نے بتایا کہ یہ نہیک کہہ رہی ہیں اس سے مدینہ والوں کی نگاہ میں میری عزت اور بڑھ گئی۔ جب میری بیٹی نسب پیدا ہوئی (اور میری عدت پوری ہو گئی) تو حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے شادی کا پیغام دیا تو میں نے کہا کیا مجھ جیسی عورت کا بھی نکاح ہو سکتا ہے میری عمر اتنی زیادہ ہو گئی ہے کہ اب میرا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا اور مجھ میں غیرت بہت ہے اور میرے بچے بھی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں عمر میں تم سے بڑا ہوں اور تمہاری غیرت کو

اللہ تعالیٰ دور کر دے گا اور تمہارے بچے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حوالے۔ پھر (میں راضی ہو گئی اور) حضور ﷺ نے مجھ سے شادی کر لی پھر حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور ازراہ شفقت فرماتے کہ زناب کہاں ہے؟ نینب کو لاو۔ (پیار کی وجہ سے زناب فرماتے)۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۸۲۳۔ بحوالہ ابن سعد ج ۸ ص ۹۳ الاصابة ج ۲ ص ۲۵۹)

فطرت شناسی:

صلح حدیبیہ کی لمبی حدیث ذکر کرنے کے دوران راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ جب صلح نامہ کی لکھائی سے فارغ ہوئے تو آپ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا اللہ، اپنی قربانی ذنبح کرو پھر اپنے سر موٹا لو۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! کوئی آدمی بھی کھڑا نہ ہوا حتیٰ کہ آپ نے یہ حکم تین مرتبہ فرمایا۔ جب ان میں سے کوئی بھی نہ کھڑا ہوا تو حضور ﷺ حضرت اُم سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور لوگوں کی طرف سے آپ کو جو پریشانی پیش آ رہی تھی وہ ان کو بتائی تو انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا آپ یہ کروانا چاہتے ہیں؟ آپ باہر تشریف لے جائیں اور ان میں سے کسی سے کوئی بات نہ کریں بلکہ اپنی قربانی ذنبح کریں اور اپنے نائی کو بلا کر سرمنڈالیں۔ چنانچہ آپ باہر تشریف لائے اور ان میں سے کسی سے کوئی بات نہ کی اور اپنی قربانی کو ذنبح کیا اور اپنے نائی کو بلا کر اپنے بال منڈوائے۔

جب صحابہؓ نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی کھڑے ہو کر اپنی قربانیاں ذنبح کیں اور ایک دوسرے کے بال موٹنے لگے اور رنج و غم کے مارے یہ حال تھا کہ ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے۔

فائدہ (اس واقعہ سے ان کی جزاالت رائے کا پتہ چلتا ہے اور یہ بھی کہ فطرت شناسی میں کس قدر کمال حاصل تھا۔ امام الحرمین فرماتے ہیں کہ صنف نازک کی پوری

تاریخ اصحاب رائے کی ایسی عظیم الشان مثال پیش نہیں کر سکتی)۔

(حیات الصحابة ج ۱ ص ۱۹۹ بحوالہ اخراج المبتدعی ج ۹ ص ۲۸۸ اخراج البخاری، ابن کثیر فی البدایہ ج ۳ ص ۷۷)

معاشرت رسول ﷺ کا نقشہ ایک بول میں:

ایک مرتبہ چند صحابہ کرامؐ سیدہ ام سلمہؓ کی خدمت القدس میں حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ حضور ﷺ کی اندر ورن خانہ زندگی کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہؓ نے فرمایا کہ آپؐ کا ظاہر باطن یکساں تھا۔ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپؐ سے واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کہا۔

(ازدواج مطہرات، حیات و خدمات میں، مؤلف، ذاکر حافظ حقانی میان قادری ناشر: دارالاشاعت کراچی)

مدلٰل جواب دینا:

حضرت ام سلمہؓ کی کوشش ہوتی تھی کہ سوال کرنے والے کی پوری طرح تشفی ہو جائے اور جواب میں کسی قسم کا ابہام نہ رہے۔ اس لئے صاف واضح اور مفصل (مدلٰل) جواب دیتیں۔ ایک دفعہ آپؐ نے کسی شخص کو کوئی مسئلہ بتایا وہ ان کے پاس سے اٹھ کر دوسری ازواج مطہرات کے پاس گیا۔ سب نے ایک ہی جواب دیا۔ واپس آکر سیدہ ام سلمہؓ کو یہ بات بتائی تو وہ بولیں۔ (نعم و آشفیک)۔ ذرا انہر جاؤ میں تمہاری تشفی کئے دیتی ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس ضمن میں یہ حدیث سنی ہے۔

عورتوں کا قرآن میں تذکرہ:

ایک دفعہ سیدہ ام سلمہؓ نے آپؐ سے پوچھا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا وجہ ہے کہ ہمارا قرآن میں ذکر نہیں؟ تو آپؐ منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت

پڑھی۔

ان المسلمين والصلوات والمؤمنين والمؤمنات۔ ان

(الاذاب۔ آیت ۳۵)

”بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور
مومن عورتیں ان“ (مسلم جلد ۲ ص ۳۷۱)

ایک یادداشت:

سیدہ ام سلمہ^{رض} شوال سن ۲ هجری میں حريم نبوت میں داخل ہوئیں۔ اس کے بعد سرکار دو عالم^{صلی اللہ علیہ وسلم} کی پوری زندگی میں آپ کے ساتھ رہیں۔ سفر و حضر دونوں میں آپ کو بڑے قریب سے دیکھا۔ غزوہ خندق کے موقع پر سیدہ ام سلمہ^{رض} حضور^{صلی اللہ علیہ وسلم} سے اتنے قریب تھیں کہ حضور^{صلی اللہ علیہ وسلم} کی گفتگو اچھی طرح سنتی تھیں۔ فرماتی ہیں مجھے اس وقت اچھی طرح یاد ہے جب سیدہ مبارک غبار سے اٹا ہوا تھا اور آپ[ؐ] لوگوں کو ایشیں اٹھا اٹھا کر دیتے اور اشعار پڑھ رہے تھے۔ (منڈ احمد جلد ۶ ص ۲۸۹)

نابینا سے پرده:

حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم^{رض} کے ایک معزز صحابی اور مسجد نبوی^{صلی اللہ علیہ وسلم} کے مؤذن تھے۔ چونکہ وہ نابینا تھے اس وجہ سے ازواج مطہرات^{رض} کے جھروں میں آیا کرتے تھے۔

آیت حباب کے نزول کے بعد ایک روز آئے تو سرکار دو عالم^{صلی اللہ علیہ وسلم} نے سیدہ ام سلمہ^{رض} اور سیدہ میمونہ^{رض} سے فرمایا کہ ان سے پرده کرو۔ تو یہ بولیں یہ تو نابینا ہیں تو حضور^{صلی اللہ علیہ وسلم} نے فرمایا تم تو نابینا نہیں ہو تم تو انہیں دیکھتی ہو۔ فائدہ (اس حدیث مبارکہ سے پرده کی اہمیت کس قدر واضح ہے کہ حضور^{صلی اللہ علیہ وسلم} نے

(مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۶)

نائینا سے پردے کا حکم فرمایا۔

پورش پر اجر و ثواب:

سیدہ ام سلمہؓ اجر و ثواب کی ہر وقت متلاشی رہتیں۔ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ سے دریافت کیا۔ یا رسول ﷺ سے میرے جو بچے ہیں، میں ان پر خرچ کرتی ہوں اور ان کی اچھے طریقے سے پورش کرتی ہوں۔ میں ان کو چھوڑ بھی نہیں سکتی آخر وہ میرے بچے ہیں۔ کیا مجھے ان کی پورش پر اجر ملے گا۔ تو آپ نے فرمایا۔ ہاں جو کچھ تو ان پر خرچ کرے گی تجھے اس پر اجر ملے گا۔
(بخاری حدیث نمبر ۵۳۶۹ مسلم حدیث نمبر ۱۰۰)

فطرتی فیاضی:

سیدہ ام سلمہؓ ایک نبی کی بیوی ہونے کے ناطے اور اپنی طبیعت اور فطرت کے اعتبار سے بھی نہایت فیاض تھیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ چند فقراء جن میں کچھ عورتیں بھی تھیں ان کے گھر آئے اور نہایت اطاح وزاری سے سوال کیا۔ ام احسین بیٹھی تھیں۔ انہوں نے ڈانٹا۔ لیکن سیدہ ام سلمہؓ نے فرمایا کہ ہمیں اس کا حکم نہیں ہے اس کے بعد خادم سے فرمایا کہ انہیں کچھ دے کر رخصت کر دو۔ گھر میں کچھ نہ ہو تو انہیں ایک چھوہا رہے ہی دے کر رخصت کرو۔

(الاستیعاب جلد ۲ ص ۸۰۳)

قرأت قرآن حضور ﷺ کے طرز پر:

سیدہ ام سلمہؓ قرآن حکیم نہایت اچھا پڑھتی تھیں بلکہ حضور ﷺ کے طرز اور لہجہ میں پڑھتی تھیں چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے سوال کیا کہ حضور ﷺ کس طرح

قرأت کرتے تھے۔ تو سیدہ ام سلمہؓ نے فرمایا کہ ایک ایک آیت الگ الگ کر کے پڑھتے تھے پھر خود اسی طرح پڑھ کر بتلایا۔ (مسند احمد ص ۳۰۰ جلد ۶)

ابن عوفؓ کو نصیحت:

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ ام سلمہؓ نہ صرف قرآن و سنت اور فقہ میں کامل درست رکھتی تھیں بلکہ علم اسرار سے بھی کافی آشنائی تھی (یہ وہ علم تھا جس کے حضرت حذیفہؓ خصوصی عالم تھے۔ اسی وجہ سے انہیں ”صاحب السر“ کہا جاتا تھا) چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ ان کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا کہ آپؐ کا ارشاد ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کونہ میں اپنے انتقال کے بعد دیکھوں گا اور نہ وہ مجھ کو دیکھیں گے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے جب سیدہ ام سلمہؓ کے منہ سے یہ ارشاد نبوت سننا تو گھبرا کر فوری طور پر سیدنا عمرؓ کے پاس گئے اور ان سے یہ حدیث بیان کی۔ تو سیدنا عمرؓ باوجود یہ کہ ان کا تقویٰ و خشیت الہی اتنا تک پہنچی ہوئی تھی فوری طور پر انھ کر سیدہ ام سلمہؓ کی خدمت میں پہنچے اور کہا ”خدا کی قسم صحیح بتانا کیا میں بھی انہیں میں سے ہوں۔ تو سیدہ ام سلمہؓ نے کہا نہیں۔ (حیات الصحابة ج ۲ ص ۲۳۷، مسند احمد جلد ۶ ص ۳۰۷)

ساعت حدیث کا شوق:

حضرت ام سلمہؓ کو احادیث کی ساعت کا بڑا شوق تھا۔ ایک دن بال گندھوا رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور خطبہ دینا شروع کیا۔ ابھی حضور ﷺ کی زبان مبارک سے یا ایها النّاس ہی تکلا تھا کہ مشاططہ کو حکم دیا کہ بال باندھ دو۔ اس نے کہا کہ اتنی بھی کیا جلدی ہے ابھی تو آپ نے یا ایها النّاس ہی کہا ہے۔ سیدہ ام سلمہؓ کھڑی ہو گئیں۔ اپنے بال خود باندھے اور ناراضی ہو کر

بولیں کیا ہم یا ایتها النّاس میں شامل نہیں۔ اس کے بعد مکمل توجہ اور خشوع و خصوص سے پورا خطبہ سننا۔

(ازواد مطہرات حیات و خدمات ص ۱۹۳ مؤلف، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری، ناشر: دارالاشاعت کراچی)

رسول ﷺ کی خدمت میں غلام کا ہدیہ:

سیدہ ام سلمہؓ سرکار دو عالم ﷺ کے آرام و آسائش کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ حضرت سفینہؓ جو حضور ﷺ کے مشہور غلام تھے۔ یہ درحقیقت سیدہ ام سلمہؓ کے غلام تھے۔ آپ نے انہیں آزاد کیا اس شرط پر کہ جب تک حضور ﷺ بقید حیات رہیں ان کی خدمت کرنا تمہارے لئے ضروری اور لازم ہے۔

(مسند احمد جلد ۶ ص ۳۱۹)

ام المؤمنین

حضرت زینب بنت خلیفہ

﴿اُمّ الْمُؤْمِنِينَ حَضْرَتْ نِسْبَ بْنَتْ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا﴾
مختصر سوانحی خاکہ

اصل نام مع لقب:

ام المؤمنین حضرت نسب لقب اُمّ الحکیم۔

والدہ کا نام:

امیہہ جو حضور ﷺ کی پھوپھی تھیں۔

والد کا نام اور خاندان:

جحش بن ایا ب قبیلہ خزیمہ از خاندان بنی اسد۔

حضور ﷺ سے پہلے کس سے نکاح ہوا؟:

پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہؓ سے ہوا تھا جو حضور ﷺ کے آزاد کردہ
غلام تھے پھر انہوں نے طلاق دے دی۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

ذیقعده سن ۵ ہجری میں حضور ﷺ کی عمر ۷۵ سال اور حضرت نسبؓ کی
عمر ۳۶ برس تھی۔

کتنا عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

۵ سال ۲ ماہ تقریباً۔

وفات کب اور کہاں ہوئی؟:

مدینہ منورہ میں سن ۲۱ ہجری میں بھر ۵۲ برس تقریباً۔

(تاریخ اسلام ص ۳۳۳)

حرم نبوت میں داخلہ:

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت زینبؓ کی عدت پوری ہو گئی تو حضور ﷺ نے حضرت زیدؓ کو فرمایا جاؤ اور زینبؓ سے میرے نکاح کا تذکرہ کرو۔ حضرت زیدؓ گئے جب وہ ان کے پاس پہنچے تو وہ آٹے میں خمیر ڈال رہی تھیں حضرت زیدؓ کہتے ہیں جب میں نے ان کو دیکھا تو مجھے اپنے دل میں ان کی ایک عظمت محسوس ہوئی کہ حضور ﷺ ان سے شادی کرنا چاہتے ہیں (اس لئے یہ بہت بڑے مرتبہ والی عورت ہیں) اور اس عظمت کی وجہ سے میں انہیں دیکھنے کی بہت نہیں کر سکا۔ اس لئے میں ایزیوں کے بل مڑا اور ان کی طرف پشت کر کے کہا اے زینب! تمہیں خوشخبری ہو مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے وہ تم سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت زینبؓ نے کہا میں جب تک اپنے رب سے مشورہ نہ کر لوں اس وقت تک میں کوئی کام نہیں کیا کرتی۔ یہ کہہ کر وہ کھڑی ہو کر اپنی نماز پڑھنے کی جگہ پر چلی گئیں اور ادھر حضور ﷺ پر قرآن نازل ہوا (جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا زوجنا کھا۔ ہم نے تمہاری شادی زینب سے کر دی چونکہ اللہ رب العزت کے شادی کرنے سے حضرت زینبؓ حضور ﷺ کی بیوی بن گئی تھیں اس وجہ سے حضور ﷺ تشریف لے گئے اور حضرت زینبؓ کے پاس اجازت لئے بغیر اندر چلے گئے)۔

(حیة الصحابة ج ۲ ص ۸۲۸ اخرج احمد و مسلم و نسائی)

سارا مال فوراً صدقہ کر دینا:

حضرت برد بنت رافعؓ کہتی ہیں جب حضرت عمرؓ نے لوگوں میں عطا یا تقسیم کیں تو حضرت زینب بنت جحشؓ کے پاس ان کا حصہ بھیجا۔ جب وہ مال ان کے پاس پہنچا تو فرمانے لگیں اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ کی مغفرت فرمائے۔ میری دوسری بہنیں اس مال کو مجھ سے زیادہ اچھے طریقے سے تقسیم کر سکتی ہیں (اس لئے ان کے پاس لے جاؤ) لانے والوں نے کہا یہ سارا مال آپ کا ہی ہے۔ فرمانے لگیں سبحان اللہ! اور ایک کپڑے سے پرده کر لیا اور فرمایا اچھا رکھ دو اور اس پر کپڑا ڈال دو۔ پھر مجھ سے فرمایا اس کپڑے میں ہاتھ ڈال کر ایک مٹھی بھر کر بنو فلاں کو اور بنو فلاں کو دے آؤ۔ یہ سب ان کے رشتہ دار تھے اور یتیم تھے یوں ہی تقسیم فرماتی رہیں یہاں تک کہ کپڑے کے نیچے تھوڑے سے درہم فتح گئے تو میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا اے ام المؤمنین اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔ اللہ کی قسم! اس مال میں ہمارا بھی تو حق ہے فرمایا اچھا کپڑے کے نیچے جتنے درہم ہیں وہ سب تمہارے۔ ہمیں کپڑے کے نیچے پچاسی درہم ملے۔ اس کے بعد آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر حضرت زینبؓ نے یہ دعا مانگی اے اللہ! اس سال کے بعد مجھے حضرت عمرؓ کی عطا نہ ملے۔ چنانچہ (ان کی دعا قبول ہو گئی اور) ان کا انتقال ہو گیا۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۳۹۰۔ بحوالہ ابن سعد ج ۳ ص ۳۰۰)

دولت نہ رکھنے کی عادت:

حضرت محمد بن کعبؓ کہتے ہیں حضرت زینب بنت جحشؓ کا سالانہ وظیفہ بارہ ہزار تھا اور وہ بھی انہوں نے صرف ایک سال لیا اور لینے کے بعد یہ دعا فرمائی اے اللہ! آئندہ سال یہ مال مجھے نہ ملے کیونکہ یہ فتنہ ہی ہے (آئندہ سال سے پہلے یہ

مجھے اٹھا لے) پھر اپنے رشتہ داروں اور ضرورت مندوں میں سارا تقسیم کر دیا۔ حضرت عمرؓ کو پتہ چلا کہ انہوں نے سارا مال خرچ کر دیا ہے تو انہوں نے فرمایا یہ ایسی (بلند مرتبہ) خاتون ہیں جن کے ساتھ اللہ نے بھلائی کا ہی ارادہ کیا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے اور ان کے دروازے پر کھڑے ہو کر اندر سلام بھجوایا اور کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے سارا مال تقسیم کر دیا ہے یہ میں ایک ہزار اور بھیج رہا ہوں، اسے آپ اپنے پاس رکھیں (ایک دم خرچ نہ کریں) لیکن جب یہ ایک ہزار درہم ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کو بھی پہلے کی طرح تقسیم کر دیا۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۳۱۰ بحوالہ الاصابۃ ج ۲ ص ۳۱۳ عند ابن سعد ايضاً کذافی الاصابۃ)

کثرت صدقہ:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضور ﷺ کی وفات کے بعد ہم جب اپنے میں سے کسی کے گھر جمع ہو جاتیں تو اپنے ہاتھ دیوار کے ساتھ لمبے کر کے ناپا کرتی تھیں کہ کس کا ہاتھ لمبا ہے؟ ہم ایسا ہی کرتی رہیں یہاں تک کہ (سب سے پہلے) حضرت زینب بنت جحشؓ کا انتقال ہوا۔ حضرت زینبؓ چھوٹے تد کی عورت تھیں اور ہم میں سب سے لمبی نہیں تھیں۔ حضرت زینبؓ کے سب سے پہلے وفات پانے سے ہمیں پتہ چلا کہ لمبائی سے حضور ﷺ کی مراد (کثرت سے) صدقہ کرنا ہے۔

حضرت زینبؓ دستکاری اور ہاتھوں کے ہنر کی ماہر تھیں وہ کھال رنگا کرتیں اور کھال سیا کرتیں پھر سی کرفروخت کر دیتیں اور اس کی قیمت اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیا کرتیں۔ (حیات الصحابة ج ۲ ص ۲۲۶ بحوالہ الاصابۃ ج ۲ ص ۳۱۲)

ایک جہادی ضرورت پوری کرنا:

طبرانی کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت زینبؓ سوت کا تاکریتی تھیں اور حضور ﷺ کے لشکروں کو دے دیا کرتیں۔ وہ لوگ اس سوت سے سیا کرتے اور اپنے سفر میں دوسرے کاموں میں لاتے۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۲۲۶ میں بحوالہ اخیر طبرانی فی الاوسط قال لہٰشی ح ۸ ص ۲۸۹ و رجالہ و متوادی بضمہ ضعف)

اتباع شریعت کو مقدم رکھنا:

سیدہ زینب بنت جحشؓ بہت تبع شریعت تھیں۔ جب ان کے بھائی کا انتقال ہوا تو تمیں دن بعد انہوں نے خوشبو منگوائی۔ اس کو اپنے جسم اور کپڑوں پر لگایا۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم مجھے خوشبو لگانے کی ضرورت تو نہ تھی مگر میں نے یہ کام صرف اس لئے کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے حلال نہیں کہ کسی کے مرنے پر تمیں دن سے زیادہ سوگ کرے۔ البتہ شوہر کے مرنے پر چار مہینہ دس دن سوگ کرنا چاہئے۔

(ازواج مطہرات حیات، خدمات ص ۱۳۱۔ مؤلف: اکٹھ حافظۃ تعالیٰ میاں قادری۔ ناشر: دارالاشاعت کراچی)

سوکن پر تہمت لگانے سے بچنا:

سیدہ زینب بنت جحشؓ نہایت اعلیٰ اخلاق و ای تھیں۔ اس کے باوجود یہ کہ حضرت عائشہؓ سے ان کا مقابلہ رہتا تھا۔ (کیونکہ حضرت عائشہؓ بڑے اوپر فضائل و درجات والی خاتون تھیں اور حضرت زینبؓ کو بھی فضیلت و درجہ حاصل تھا کہ ان کا نکاح آسمانوں پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا وغیرہ اور اس مقابلہ کو آج کے زمانہ کی سوکنوں پر نہ قیاس کیا جائے کہ وہ تو ایسے اقوال و افعال سے بہت بلند

تھیں) واقعہ افک میں جب حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینبؓ سے سیدہ عائشہؓ کے متعلق استفسار کیا تو سیدہ زینبؓ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنی آنکھوں اور کافوں کو بچاتی ہوں۔ اللہ کی قسم! میں سوائے بھلائی کے کچھ نہیں جانتی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان کے زہد و تقویٰ نے ان کو میری برائی سے بچایا۔

(ازواج مطہرات، حیات و خدمات ص ۱۶۰، ناشر: دارالاشاعت کراچی)

سیدہ کے زہد و عبادت پر حضور ﷺ کی شہادت:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین کے گروہ میں کچھ مال تقسیم کر رہے تھے کہ سیدہ زینبؓ تجھ میں کسی بات پر بول پڑیں۔ تو حضرت عمر فاروقؓ نے سختی سے منع کر دیا کہ وہ اس معاملہ میں خل نہ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمر! ان سے کچھ نہ کہو یہ بڑی عابد و زاہدہ ہیں۔ (حوالہ ایضاً ص ۱۶۱)

سیدہ زینبؓ کی وصایا:

سیدہ زینبؓ بہت جھٹ نے ازواج مطہرات میں حضور ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے انتقال فرمایا۔ اپنے کفن کا سامان خود کر لیا تھا۔ اور وصیت کی تھی کہ اسی کپڑے میں ان کی تکفین کی جائے۔ ان کی یہ بھی وصیت تھی کہ اگر عمر میرے لئے کفن بھیجیں تو اس کو صدقہ کر دیا جائے۔

آپ نے یہ بھی وصیت کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے تابوت پر مجھ کو اٹھایا جائے۔ اس سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس تابوت پر قبر نک پہنچایا جا چکا تھا۔ یہ پہلی خاتون تھیں جو حضرت ابو بکرؓ کے بعد تابوت نبوی ﷺ پر اٹھائی گئیں۔

(ازواج مطہرات، حیات و خدمات ص ۱۶۳، ناشر: دارالاشاعت کراچی)

حضرت ﷺ کا سیدہ سے جملہ مزاح کہنا:

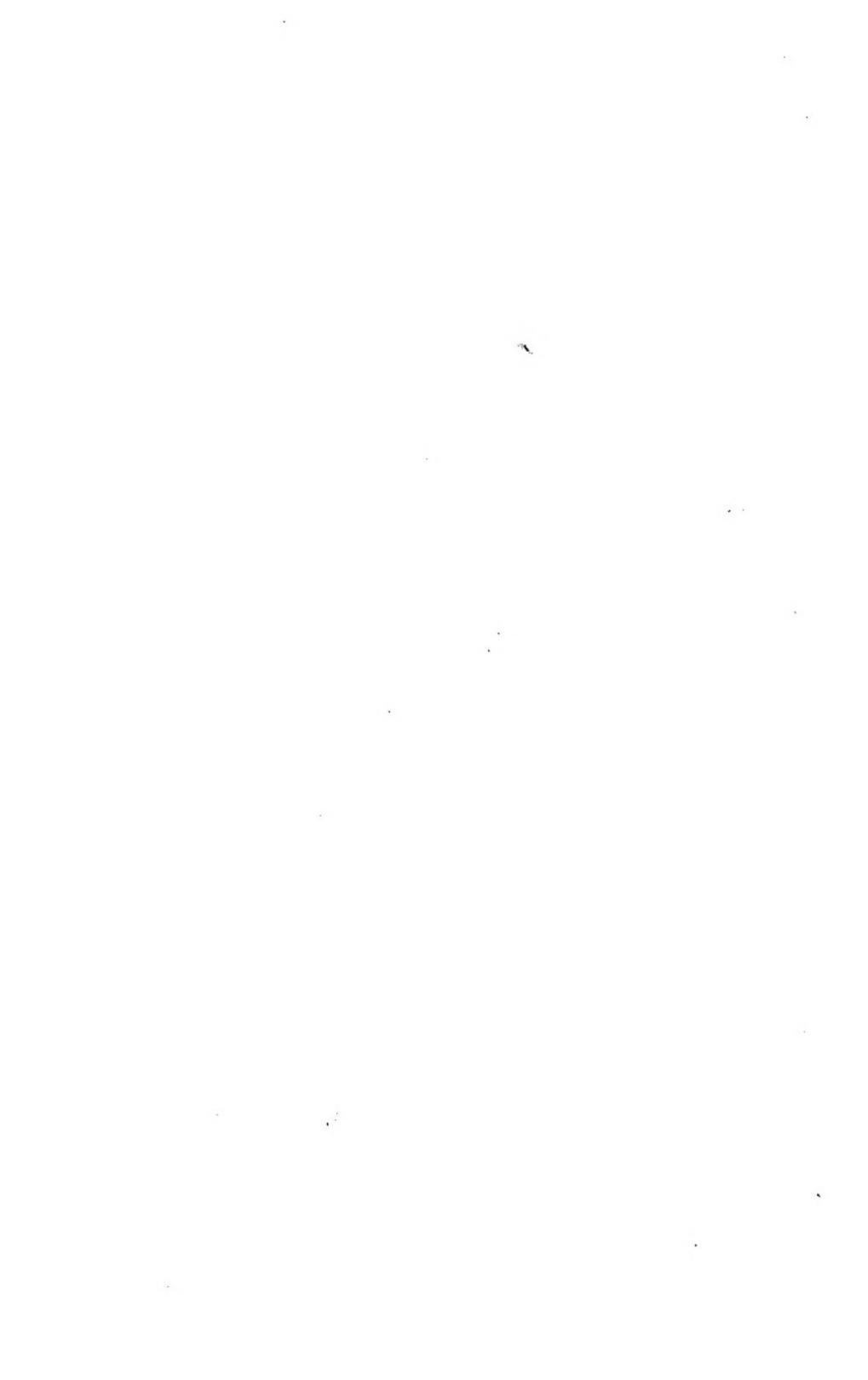
سیدہ کلثومؓ فرماتی ہیں کہ ام المؤمنین حضرت نسیبؓ نبی اکرم ﷺ کے سر مبارک کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ کے پاس اس وقت حضرت عثمان بن مظعونؓ کی زوجہ محترمہ اور مہاجرین کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں اور اپنے اپنے گھروں کے بارے میں بارگاہ رسالت میں شکایات کر رہی تھیں۔ اسی اثناء میں سیدہ نسیبؓ بھی بات کرنے لگیں اور رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کو دیکھنا چھوڑ دیا۔ آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ نسیبؓ! تم اپنی آنکھ سے تو بات نہیں کر رہی۔ زبان سے بات بھی کرو اور اپنا کام بھی کرتی جاؤ۔

فائدہ (مزاح بھی حسن سلوک کا ایک حصہ ہے۔ اس سے دوسرے آدمی کا دل خوشی و سرست سے اچھنے لگتا ہے۔ اس وجہ سے سرکار دو عالم ﷺ کبھی کبھی ازواج مطہرات سے مزاح بھی فرماتے اور اس طریقے سے ان کے دلوں کو گدگداتے تھے۔ اور رہا یہ کہ عورتیں آپ کے پاس بیٹھ کر باتیں کر رہی تھیں تو ممکن ہے کہ عورتیں الگ پرده میں بیٹھی ہوں یا پرده کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہو)۔

(مندرجہ ۶۲ ص ۳۶۳)

ام المؤمنين

حضرت عزیز



﴿اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا﴾ مختصر سوانح خاکہ

اصل نام:

برہ تھا۔ اُمّ المؤمنین حضرت جویریہؓ حضور ﷺ نے بدل کر جویریہ رکھا۔

والد کا نام اور خاندان:

حارث بن ابی ضرار جو قبیلہ بنو مصطلق کے سردار تھے۔

حضور ﷺ سے پہلے کس سے نکاح ہوا؟:

پہلی شادی مسائخ بن صفوان مصطلقی سے ہوئی۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

غزوہ بنی مصطلق کے موقعہ پر شعبان سن ۵ ہجری میں حضور ﷺ کی عمر مبارک ۷۵ برس اور حضرت جویریہؓ کی عمر ۱۶ سال یا ۲۰ برس تھی۔

کتنے عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

۵ سال ۶ ماہ تقریباً۔

وفات کب اور کہاں ہوئی؟:

مدینہ منورہ میں بھر ۶۵ یا ۱۷ برس سن ۵۰ ہجری میں وفات پائی۔

(تاریخ اسلام ص ۳۳-۳۴)

سیدہ جویریہؓ کے نکاح کی برکات:

حضرت عروہؓ کہتے ہیں کہ حضرت جویریہ بنت حارثؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کے (ہمارے علاقہ میں) تشریف لانے سے تین رات پہلے خواب دیکھا کہ گویا چاند یثرب سے چل کر میری گود میں آگیا ہے کسی کو بھی یہ خواب تانا مجھے اچھا نہ لگا۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے جب ہم قید ہو گئیں تو مجھے اپنے خواب کے پورا ہونے کی امید ہو گئی۔ حضور ﷺ نے مجھے آزاد کر کے مجھ سے شادی کر لی اللہ کی قسم! میں نے حضور ﷺ سے اپنی قوم کے بارے میں کوئی بات نہ کی بلکہ (جب مسلمانوں کو پتہ چلا کہ حضور ﷺ نے مجھ سے شادی کر لی ہے اور میری قوم حضور ﷺ کے سرال والے بن گئے ہیں تو اس نسبت کے احترام میں) مسلمانوں نے خود ہی (میری قوم کے) تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا اور اس کا پتہ مجھے اس وقت چلا جب میری ایک چچا زاد بہن نے آکر بتایا (کہ وہ آزاد ہو گئی ہے) اس پر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۸۳۵۔ بحوالہ البدریۃ ج ۳ ص ۱۵۹۔ الامام ج ۲ ص ۲۷)

چار کلمات کا ثواب:

حضرت جویریہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ صح کی نماز کے وقت میرے پاس سے نماز کے لئے تشریف لے گئے (اور میں اپنے مصلی پر بیٹھی ہوئی تھی) حضور ﷺ چاشت کی نماز کے بعد (دوپھر کے قریب) تشریف لائے تو میں اسی حال میں بیٹھی ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے پوچھا تم اسی حال پر ہو جس پر تمہیں میں نے چھوڑا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا میں نے تم سے تم سے جدا ہونے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ پڑھئے اگر ان کو اس سب کے مقابلہ میں تولا جائے جو تم نے صح سے پڑھا ہے تو وہ غالب ہو جائیں۔ وہ کلمے یہ ہیں:

”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدُ خَلْقِهِ وَرِضَاءُ نَفْسِهِ وَذِنَّةُ
عَزْوَيْهِ وَمِدَادُ كَلِمَاتِهِ۔“

”اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں اس کی مخلوقات کی تعداد کے بقدر اور اس کی مرضی اور خوشنودی کے بقدر اور اس کے عرش کے وزن کے بقدر اور اس کے کلمات کی مقدار کے بقدر“

(حيات الصحابة ج ۳ ص ۳۳۵) (حوالہ ترغیب ج ۳ ص ۹۸)

صدقة اور ہدیہ:

ایک دن رسول اللہ ﷺ سیدہ جویریہؓ کے ہاں تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا کیا کھانے کے لئے کوئی چیز ہے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی قسم ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ سوائے ان چند ہدیوں کے جو میری لوگوں کو صدقہ میں ملی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا انہیں لے آؤ صدقہ تو اپنی جگہ پہنچ گیا۔ اب وہ بالواسطہ ہمارے لئے ہدیہ بن گیا ہے۔

(ازواج مطہرات، حیات و خدمات ص ۱۷۱، ناشر: دارالاشاعت کراچی)

ترجمہ: صدقہ حضور ﷺ اور حضور ﷺ کے خاندان کیلئے جائز نہیں ہے اس لئے سیدہ جویریہؓ نے وضاحت کر دی کہ یہ صدقہ ہے اور باقی حضور ﷺ کا اس کو ہدیہ کہنا اس لئے کہ جب کسی کو صدقہ دیا جاتا ہے اور وہ مالک بن جائے تو چاہے تو وہ اس سے کسی سید کی دعوت کرے چاہے اس صدقہ دینے والے کی دعوت کرے۔ خلاصہ کلام یہ ہوا ہے کہ جس کو دیا جاتا ہے اس کے لئے صدقہ ہوتا ہے اور وہ آگے کسی کو بدلے تو وہ ہدیہ کھلاتا ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ بالواسطہ میرے لئے ہدیہ بن گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ام المؤمنين

حضرت ام حسین

﴿اُمّ الْمُؤْمِنِينَ حَفَظَتْ اُمْ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا﴾

اصل نام مع کنیت:

اصل نام رملہ تھا۔ کنیت ام حبیبہ۔

والدہ کا نام:

صفیہ بنت ابوالعاص۔

والد کا نام اور خاندان:

ابوسفیان بن امیہ جو سن ۸ ہجری میں مسلمان ہوئے۔ قریشی از خاندان بنو امیہ۔

حضور ﷺ سے پہلے کس سے نکاح ہوا؟:

پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

سن ۶ ہجری میں حضور ﷺ کی عمر تقریباً ۵۸ برس اور حضرت ام حبیبہؓ کی عمر ۳۶ سال تھی۔

کتنے عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

تقریباً ۵ برس۔

وفات کب اور کہاں ہوئی؟:

مدینہ طیبہ میں بعمر ۶۷ سال سن ۸۳ ہجری میں وفات ہوئی۔

(تاریخ اسلام ص ۲۵-۲۶)

حضور ﷺ سے نکاح اور خوشی کی انتہا:

حضرت اسماعیل بن عمروؓ کہتے ہیں کہ حضرت ام جیبہ بنت ابی سفیانؓ نے فرمایا کہ میں جب شہ میں تھی مجھے پتہ اس وقت چلا جب (جب شہ کے بادشاہ) نجاشیؓ کی ابرہہؓ نامی باندی ان کی طرف سے قاصد بن کر آئی اور یہ بادشاہ کے کپڑوں اور تیل کی خدمت پر مقرر تھی۔ اس نے مجھ سے اجازت مانگی میں نے اسے اجازت دی۔ اس نے کہا بادشاہ نجاشیؓ یہ کہہ رہے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے لکھا ہے کہ میں آپ کی شادی حضور ﷺ سے کر دوں میں نے کہا اللہ تمہیں بھی خیر کی بشارت دے (یعنی میں راضی ہوں) پھر اس نے کہا بادشاہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ کسی کو وکیل مقرر کر دیں جو آپ کی شادی کر دے۔ اس پر میں نے حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کو (جو کہ میرے چچا تھے) بلاکر اپنا وکیل بنا دیا اور میں نے حضرت ابرہہؓ کو چاندی کے دو لگن اور چاندی کے دو پازیب جو کہ میں نے پہنے ہوئے تھے اور چاندی کی وہ تمام انگوٹھیاں جو میرے پاؤں کی ہر لگنی میں تھیں سب اتار کر اس بشارت کی خوشخبری میں دے دیں۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۸۲۵ بحوالہ بدایہ ج ۲ ص ۱۳۳)

خواب میں حضور ﷺ سے نکاح کی بشارت:

حضرت اسماعیل بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں حضرت ام جیبہؓ نے فرمایا کہ میں نے (جب شہ میں) خواب میں دیکھا کہ میرے خاوند عبید اللہ بن جمش کی شکل و صورت بہت بگڑی ہوئی ہے میں گھرا گئی میں نے کہا اس کی حالت بدل گئی ہے

چنانچہ وہ صبح کو کہنے لگا اے ام جبیہ! میں نے دین کے بارے میں بہت سوچا ہے۔ مجھے تو کوئی دین نصراویت سے بہتر نظر نہیں آ رہا ہے میں تو پہلے نصراوی تھا۔ پھر میں محمد کے دین میں داخل ہوا تھا اب میں پھر نصراویت میں واپس آ گیا ہوں۔ میں نے کہا اللہ کی قسم تمہارے لئے اس طرح کرنے میں بالکل خیر نہیں اور جو خواب میں نے دیکھا تھا وہ میں نے اسے بتایا لیکن اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ آخر دہ شراب پینے میں ایسا لگا کہ اسی میں مر گیا۔ پھر میں نے خواب دیکھا کہ کسی آنے والے نے مجھ سے کہا اے ام المؤمنین! یہ سن کر میں گھبرا گئی۔ اور میں نے اس کی تعبیر یہ نکالی کہ حضور ﷺ مجھ سے شادی کریں گے۔ ابھی میری عدت ختم ہوئی ہی تھی کہ حضرت نجاشیؓ کا قاصد میرے پاس آیا۔ پھر آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ اس کے بعد یہ مضمون ہے کہ حضرت ام جبیہؓ نے فرمایا کہ جب وہ مال (یعنی حق میر کے چار سو دینار جو نجاشیؓ نے حضور ﷺ کی طرف سے حضرت ام جبیہؓ کو نکاح کے موقع پر دیئے تھے) میرے پاس آیا تو میں نے حضرت ابرہامؓ کو جنہوں نے مجھے بشارت دی تھی۔ پیغام دے کر بلایا اور میں نے اس سے کہا اس دن میں نے تمہیں جو کچھ دیا تھا وہ تو تھوڑا سا تھا اس لئے کہ میرے پاس مال نہیں تھا۔ اب میرے پاس مال آگیا ہے۔ یہ پیچاں مشقال (پونے انہیں تو لے) سونا لے لو اور اسے اپنے کام میں لے آؤ۔ اس نے ایک ڈبہ نکالا جس میں میری دی ہوئی تمام چیزیں تھیں اور اس نے وہ مجھے واپس کرتے ہوئے کہا کہ بادشاہ نے مجھے قسم دے کر کہا ہے کہ میں آپ سے کچھ نہ لوں اور میں ہی بادشاہ کے کپڑوں اور خوبیوں کو سنبھالتی ہوں اور میں نے حضور ﷺ کے دین کو اختیار کر لیا ہے اور مسلمان ہو گئی ہوں۔ اور بادشاہ نے اپنی تمام بیویوں کو حکم دیا ہے کہ ان کے پاس جتنا عطر ہے وہ سارا آپ کے پاس بھیج دیں چنانچہ اگلے دن عود، ورس، غبر اور زباد بہت ساری خوبیوں لے کر میرے پاس آئی۔ اور یہ تمام خوبیوں لے کر میں حضور ﷺ کی

خدمت میں آئی اور آپ دیکھتے کہ یہ خوشبوگیں میرے پاس ہیں اور میں نے لگا رکھی ہیں لیکن آپ نے کبھی انکار نہیں فرمایا۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۸۲۷ بحوالہ ابن سعد ج ۸ ص ۹۷ حاکم ج ۲ ص ۲۰)

دینی حمیت اور حب رسول ﷺ:

ایک مرتبہ (حضرت) ابوسفیان ملک شام سے واپس آ رہے تھے کہ مسلمانوں نے ان کو اور ان کے قافلے کو گرفتار کر لیا تو (حضرت) ابوسفیان راتوں رات چھپ چھپا کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ اور یہ خیال ہوا کہ میری بیٹی تو حضور ﷺ کے گھر میں ہیں لہذا میں ان سے بات کروں گا تو شاید میری جان بخشی ہو جائے۔

چنانچہ یہ چھپ کر حضرت ام حمیۃؓ کے گھر میں داخل ہو گئے بیٹی نے ان کا استقبال کیا۔ جس وقت یہ گھر میں داخل ہوئے اس وقت حضور ﷺ کا بستر گھر میں بچھا ہوا تھا۔ حضرت ابوسفیان نے اب بستر پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو حضرت ام حمیۃؓ تیزی سے آگے بڑھیں اور حضور ﷺ کا بستر ہٹا کر ایک طرف پیش کر رکھ دیا۔ حضرت ابوسفیان کو بیٹی کا طرز عمل بڑا ماحصلہ اور عجیب محسوس ہوا اور ایک جملہ یہ کہا۔ رملہ کیا یہ بستر میرے لاائق نہیں ہے یا میں بستر کے لاائق نہیں ہوں؟

حضرت ام حمیۃؓ نے جواب دیا کہ: ”ابا جان! بات یہ ہے کہ آپ اس بستر کے لاائق نہیں ہے اس واسطے کہ یہ حضور ﷺ کا بستر ہے اور جو آدمی مشرک ہو، میں اس کو اپنی زندگی میں اس بستر پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ اس پر حضرت ابوسفیان نے کہا کہ: ”رملہ! مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم اتنی بدلت جاؤ گی کہ اپنے باپ کو بھی اس بستر پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دو گی۔ (اس وقت حضرت ابوسفیان مسلمان نہ تھے)

(شوہر کے حقوق اور اس کی حیثیت ص ۳۶ بحوالہ الاصلۃ فی تمیز الصحبۃ ج ۲ ص ۲۹۸، لفظ ”رملہ“)

ام حبیبہ کی وجہ تسمیہ اور ہجرت:

سیدہ ام حبیبہؓ اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش کے ساتھ بعثت نبوی ﷺ کے ابتدائی دور میں اکٹھے مسلمان ہوئیں تھیں۔ سیدہ ام حبیبہؓ کے والد (حضرت) ابوسفیانؓ (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) اس وقت اسلام اور مسلمانوں کے سخت ترین دشمن تھے اور انہوں نے مسلمانوں کا جینا حرام کر رکھا تھا۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو جبše کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی تو عبید اللہ بن جحش اور سیدہ ام حبیبہؓ بھی ہجرت کر کے جبše چل گئیں۔ جبše پہنچنے کے بعد آپ کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کا نام حبیبہ رکھا اور جس کے نام سے آپ ام حبیبہؓ کی شہور ہوئیں۔

(ازدواج مطہرات، حیات و خدمات ص ۲۷۵-۲۷۶، ناشر: دارالا شاعت کراچی)

بہن کیلئے خیر کی فکر کرنا:

سیدہ ام حبیبہؓ نے ایک دن حضور ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میری بہن عزہ سے نکاح کر لیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اسے پسند کرتی ہو۔ سیدہ ام حبیبہؓ نے عرض کیا میں ایک ہی تو آپ کی بیوی نہیں ہوں۔ جہاں اتنی ہیں ایک اور سہی۔ میں تو یہ چاہتی ہوں کہ اس خیر و فضیلت میں میری بہن بھی شریک ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ میرے لئے حلال نہیں۔ (سیدہ ام حبیبہؓ نے دو بہنوں کو ایک خاوند کے تحت جمع کرنے کی حرمت سے لاعلمی کی بناء پر درخواست کی تھی۔ ورنہ اگر وہ جانتی ہوتیں تو ایسی درخواست نہ کرتیں)۔

(حوالہ ايضاً ص ۲۷۹)

مداومت عمل:

سیدہ ام حبیبہ حضور ﷺ کے ارشادات پر بڑی پابندی سے عمل کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص دن رات میں بارہ رکعتاں پڑھ لے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ حضور ﷺ سے اس حدیث کو سننے کے بعد سیدہ ام حبیبہ نے کبھی یہ نوافل ترک نہیں کئے۔
 (ازواج مطہرات، حیات و خدمات، ص ۲۷۹۔ ناشر: دارالاشاعت کراچی)

اتباع شریعت کی فکر:

حضرت ام حبیبہ بڑی مقیم شریعت تھیں۔ جب ان کے والد حضرت ابوسفیانؓ کا انتقال ہوا تو تین دن کے بعد انہوں نے خوشبو منگائی، جس میں زردی تھی۔ پھر وہ خوشبو اپنے لباس، جسم اور اپنے رخساروں پر لگائی، پھر فرمایا کسی عورت کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔ البتہ شوہر کے مرنے پر چار مہینہ دس دن سوگ کرے۔
 (حوالہ ایضاً ص ۱۷۹)

سوکنوں سے معافی:

سیدہ ام حبیبہ نے انتقال سے قبل سیدہ عائشہؓ اور سیدہ ام سلمہؓ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ سوکنوں میں باہم جو کچھ ہو جاتا ہے وہ ہم لوگوں میں بھی ہو جایا کرتا تھا۔ اس لئے مجھ کو معاف کر دو۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے معاف کر دیا اور ان کے لئے دعاۓ مغفرت کی تو وہ بولیں تم نے مجھے خوش کیا ہے خدا تم کو خوش کرئے۔
 (حوالہ ایضاً ص ۱۸۰)

ام المؤمنين

حضرت سیدنا

﴿ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا﴾

مختصر سوانحی خاکہ

اصل نام مع والدہ کا نام:

ام المؤمنین حضرت زینبؓ بنت برد بنت سموآل۔ (صفیہ کے نام سے مشہور ہوئیں)

والد کا نام اور خاندان:

حیثی بن خطیب سردار بن خیر۔

حضور ﷺ سے پہلے کس سے نکاح ہوا؟:

کنانہ بن ابی حقیق سے نکاح ہوا جو خیر کا سردار تھا۔ جنگ خیر میں مارا گیا۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ اس سے پہلے اسلام بن شکم یہودی سے نکاح ہوا۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

جمادی الآخرین یہ تحری حضور ﷺ کی عمر مبارک ۵۹ برس تقریباً اور حضرت صفیہؓ کی عمر ۷ اسال تھی۔

کتنے عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

تقریباً چار سال۔

وفات کب اور کہاں ہوئی؟:

مدینہ طیبہ میں وفات ہوئی۔ عمر ۶۰ سال رمضان سن ۵۰ھجری۔
(تاریخ اسلام ص ۲۵-۲۶)

یثرب کا چاند:

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت صفیہؓ کے آنکھوں میں نیلانشان تھا۔
حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ یہ تمہاری آنکھوں میں نیلانشان کیسا ہے؟ حضرت
صفیہؓ نے کہا میں نے اپنے خاوند سے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ چاند
میری گود میں آگیا ہے تو اس نے مجھے تھپڑ مارا اور کہا تم یثرب (مدینہ) کے
بادشاہ کو چاہتی ہو؟

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۸۳۳ بحوالہ اخرجه الطبرانی قال ایشیٰ ج ۹ ص ۲۵۱ رجالت رجال صحیح)

سونے کا ہدیہ:

حضرت سعید بن میتبؓ سے صحیح سند سے روایت ہے کہ جب حضرت
صفیہؓ میں تو ان کے کان میں سونے کا بنا ہوا کھجور کا ایک پتہ تھا تو انہوں نے اس
میں سے کچھ حضرت فاطمہؓ اور ان کے ساتھ آنے والی عورتوں کو ہدیہ کیا۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۸۳۳ بحوالہ الاصابۃ ج ۳ ص ۳۷۲)

عداوت اور محبت:

حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں حضور ﷺ سے زیادہ مجھے کسی سے بغض نہیں تھا۔
کیونکہ آپ نے میرے والد اور خاوند کو قتل کیا تھا۔ (شادی کے بعد) حضور ﷺ
میرے والد اور خاوند کے قتل کرنے کی وجوہات بیان فرماتے رہے اور یہ بھی فرمایا۔

اے صفیہ! تمہارے والد نے میرے خلاف عرب کے لوگوں کو جمع کیا اور یہ کیا اور یہ کیا۔ غرضیکہ حضور ﷺ نے وجوہات اتنی بیان کیں کہ آخر کار میرے دل سے حضور ﷺ کا بعض باطل نکل گیا۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۸۳۳ بحوالہ طبرانی ج ۹ ص ۲۵۱)

چھٹی حس:

حضرت صہیرہ بنت جیفر حج کر کے حضرت صفیہؓ کے پاس مدینہ منورہ آئیں کوفہ کی بہت سی خواتین مسائل کی دریافت کے لئے ان کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ صہیرہ کا بھی یہی مذا تھا ایک فتوی نبیذ کے متعلق تھا۔ سیدہ صفیہؓ نے ساتھ فرمایا کہ اہل عراق اکثر اس مسئلہ کو پوچھتے ہیں۔

(ازواج مطہرات، حیات و خدمات ص ۱۹۲۔ ناشر: دارالاشاعت کراچی)

خاندانِ نبوت:

ایک بار حضور ﷺ تشریف لائے تو سیدہ صفیہؓ رو رہی تھیں۔ آپؐ نے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ عائشہؓ اور زینبؓ کہتی ہیں کہ ہم تمام ازواج میں افضل ترین ہیں۔ کیونکہ یوں ہونے کے علاوہ ہم حضور ﷺ کے قرابت دار بھی ہیں۔ لیکن تم یہودن^(۱) ہو۔ حضور ﷺ نے سیدہ صفیہؓ کی دل جوئی کے لئے فرمایا کہ اگر عائشہؓ اور زینبؓ کہتی ہیں کہ ان کا تعلق خاندانِ نبوت سے ہے تو تم نے ان سے کیوں نہ کہا کہ میرے باپ حضرت ہارون علیہ السلام اور میرے چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور میرے شوہر محمد ﷺ ہیں۔

(حوالہ ایضاً)

(۱) حضرت عائشہؓ اور حضرت زینبؓ کا یہودن کہنا حضرت صفیہؓ کے خاندان اور آباء اجداد کی وجہ سے تھا۔ وگرن یہ تو بڑی کچی بھی مسلمان تھیں۔

صفیہ کی وجہ تسمیہ:

حضرت صفیہؓ کا اصل نام نینب تھا۔ جنگ خبر میں خاص کر آنحضرت ﷺ کے حصہ میں آئیں تھیں اور عرب میں مال غنیمت کے ایسے حصے کو جو امام وقت یا بادشاہ وقت کے لئے مخصوص ہوتا ہے صفیہ کہتے ہیں۔ اسی لئے وہ بھی صفیہ کے نام سے مشہور ہو گئیں۔ (ازوچ مطہرات، حیات و خدمات ۱۸۵، ناشر دارالاشاعت کراچی)

سیدہ صفیہ کا اکرام:

حضور ﷺ نے خیر کی فتح کے بعد راست میں بمقام سد الصہباء میں دو تین روز قیام فرمایا پھر مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ اور سیدہ صفیہؓ کیلئے آپ نے اونٹ پر بیٹھنے کی جگہ بنائی پر دہ تان دیا اور اپنی چادر اوڑھا دی۔ راستہ میں جب سیدہ صفیہؓ اونٹ پر سوار ہوتیں تو آپ اونٹی کے پاس بیٹھ جاتے اپنا گھننا زمین پر نکلا دیتے۔ سیدہ صفیہؓ آپ کے گھننے پر اپنا پیر رکھ کر اونٹی پر سوار ہو جاتیں راستہ میں آپ نے اونٹ کو تیزی سے دوڑایا اتفاق سے اونٹی کو ٹھوکر لگی۔ آپ اور سیدہ صفیہؓ اونٹ پر سے گر پڑے۔ رسول اللہ ﷺ جلدی سے کھڑے ہو گئے اور سیدہ صفیہؓ پر پر دہ تان لیا اور اونٹی پر دوبارہ سوار ہو کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

(حوالہ ایضاً ص ۱۸۷۔ ۱۸۸)

سیدہ صفیہ کا حسن سلوک:

حضرت صفیہؓ کے پاس ایک کنیز تھی جو حضرت عمرؓ سے ان کی شکایت کیا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک دن اس لوندی نے کہا کہ صفیہؓ میں اب تک یہودیت کی بو اور اثر باقی ہے اور وہ اب بھی (یوم السبت) ہفتہ کے دن کو متبرک سمجھتی ہیں اور یہودیوں کے ساتھ زم بر تاؤ کرتی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے قدیق کیلئے ایک شخص کو

بھیجا تو سیدہ صفیہؓ نے جواب دیا جب سے اللہ نے مجھے ہفتہ کے بد لے جمع عطا فرمادیا ہے تو ہفتہ کو دوست رکھنے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ جہاں تک یہودیوں سے تعلقات اور ان سے نرمی کا معاملہ ہے تو یہودیوں سے میری قرابت داری ہے اور مجھے صلدہ رحمی کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد حضرت صفیہؓ نے کنیز کو بلا کر پوچھا کہ تجھے کس نے اس بات پر آمادہ کیا کہ تو میری شکایت کرے۔ کنیز نے کہا شیطان نے۔ یہ سن کر سیدہ خاصہ خاموش ہو گئیں اور اس کو آزاد کر دیا۔

(ازواج مطہرات حیات و خدمات ص ۱۸۹۔ ۱۹۰، دارالاشاعت کراچی)

جدبہ ہمدردی:

حضرت صفیہؓ میں ہمدردی کا بہت جذبہ تھا۔ جب خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنیؓ محصور ہو گئے اور ان کے مکان پر پہرہ بٹھا دیا گیا تو سیدہ صفیہؓ ایک غلام کو لے کر خچر پر سوار ہو کر ان کے مکان کی طرف چلیں۔ اشتراخنی نے دیکھا تو خچر کو مارنے لگا۔ چونکہ آپ اشتراخنی کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھیں اس لئے واپس چلی گئیں اور سیدنا حسنؑ کو اس خدمت پر مامور کیا۔ وہ ان کے مکان سے حضرت عثمان غنیؓ کے پاس کھانا اور پانی لے جاتے تھے۔ (حوالہ ایضا ص ۱۹۰)

حصول رضا کیلئے سیدہ کا باکمال ایثار:

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی بات پر سیدہ صفیہؓ سے ناخوش ہو گئے۔ سیدہ صفیہؓ حضرت عائشہؓ کے پاس گئیں اور کہا کہ آپ جانتی ہیں کہ میں اپنی باری کسی چیز کے معاوضہ میں نہیں دے سکتی ہوں۔ لیکن سرکار دو عالم ﷺ کو مجھ سے راضی کر دیں تو میں اپنی باری کا دن آپ کو دیتی ہوں۔ سیدہ عائشہؓ اس کام کیلئے آمادہ ہو گئیں اور زعفران کی رنگی ہوئی ایک اوڑھنی لے کر اس پر پانی چھڑکا تاکہ

اس کی خوشبو مہک جائے۔ اس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے دیکھا تو فرمایا عائشؓ یہ تمہاری باری کا دن نہیں ہے۔ حضرت عائشؓ نے کہا کہ یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ پھر تمام واقعہ سنایا تو حضور اکرم ﷺ سیدہ صفیہؓ سے راضی ہو گئے۔

(ازواج مطہرات حیات و خدمات ص ۱۹۰-۱۹۱، ناشر دارالاشاعت کراچی)

اطهار عقیدت:

حضرت صفیہؓ کو حضور اکرم ﷺ سے بڑی محبت تھی حضور ﷺ کے مرض الموت میں تمام ازدواج مطہرات حضور ﷺ کی عیادت کے لئے جگرے میں تشریف لا گئیں۔ حضور ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو بے چین دیکھا تو سیدہ صفیہؓ نے آگے بڑھ کر عرض کیا یا رسول ﷺ! کاش آپ کی بیماری مجھے ہو جاتی، دوسرا ازدواج مطہرات نے ان کی طرف دیکھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا واللہ! وہ بچی ہیں۔ یعنی ان کا اطهار عقیدت نمائش نہیں بلکہ سچے دل سے وہ بیہی چاہتی ہیں۔

(حوالہ ایضاً ص ۱۹۱)

حفظ مالقدم:

سرکار دو عالم ﷺ حضرت صفیہؓ کی بڑی تکریم فرماتے تھے چنانچہ وہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جب کہ حضور ﷺ مسجد میں اعتکاف فرم رہے تھے ان سے ملنے کے لئے گئیں۔ انہوں نے کچھ وقت آپ سے گفتگو کی۔ پھر اٹھ کر گھر آنے لگیں تو آپ (اکرنا) انہیں گھر تک چھوڑنے کے لئے اٹھے یہاں تک کہ آپ انہیں لے کر مسجد کے دروازے تک پہنچے۔ اسی دوران میں انصار کے دو آدمی آپ کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے حضور کو سلام کیا تو سرکار دو عالم

علیٰ نے انہیں فرمایا۔ ذرا تھبہرو اور دلکھ لو یہ میری بیوی صفیہ بنت حی ہے۔ (کہیں کچھ اور نہ سمجھ لیتا کہ پیغمبر رات کی تاریکی میں معلوم نہیں کس کے ساتھ کھڑے ہیں معاذ اللہ) ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم کیوں ایسا سمجھیں گے۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے اور مجھے اندر یہ ہے کہ کہیں وہ تم دونوں کے دلوں میں کوئی ایسی بات نہ ڈال دے۔ (لہذا میں نے دفع دخل مقدر کے طور پر پہلے ہی تم کو واضح کر دیا ہے)۔
(بخاری حدیث نمبر ۲۰۳۵)

کھانا پکانے کا خاص سلیقہ:

حضرت صفیہؓ کو کھانا پکانے میں خاص سلیقہ تھا۔ خود حضرت عائشہؓ ہتھی ہیں کہ میں نے ان سے بہتر کھانا پکانے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک دن دونوں نے آپ کے لئے کھانا پکایا۔ حضرت صفیہؓ کا کھانا جلد تیار ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں تھے انہوں نے وہیں ایک لوٹی کے ہاتھ کھانا بھجوa دیا۔ (سیرت عائشہ ص ۶۰)

آنحضرت ﷺ کی ولداری:

سیدہ صفیہؓ فرماتی ہیں کہ حج کا سفر تھا اور ازواج مطہرات بھی اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھیں۔ راستہ میں میرا اونٹ بیٹھ گیا اور میں سب سے پیچھے رہ گئی۔ میں رونے لگی۔ اتنی دری میں سرکار دو عالم ﷺ تشریف لے آئے۔ اور انہوں نے مجھے روتے دیکھا تو اپنے ہاتھوں اور اپنی چادر مبارک سے میرے آنسو پوچھنے لگے۔ آپ آنسو پوچھتے جاتے تھے اور میں بے اختیار روٹی جاتی تھی۔ آپ بار بار مجھے رونے سے روکتے۔ لیکن جب میرا رونا بند نہ ہوا تو پھر آپ نے مجھے ذرا سختی سے منع کیا۔
(اسد الغابہ ص ۷۰ جلد ۷)

ام المؤمنين

حضرت ام المؤمنین

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ﷺ

محصر سوانحی خاکہ

اصل نام:

ام المؤمنین حضرت میمونہؓ

والد کا نام اور خاندان:

حارث بن حرزن از خاندان بنو هلال بن عامر۔

پہلے کس سے نکاح ہوا؟:

پہلا نکاح حوطب ابن عبدالعزیز سے ہوا۔ دوسرا نکاح ابو رہم بن عبدالعزیز سے ہوا۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

ذیقعده سن ۷ بھری بموقعدہ عمرہ قضا۔ حضور ﷺ کی عمر مبارک ۵۹ سال تقریباً اور حضرت میمونہؓ کی عمر ۳۶ برس تھی۔

کتنے عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

سواتین سال تقریباً۔

کب اور کہاں وفات ہوئی؟:

بمقام سرف جہاں نکاح ہوا تھا ویں وفات ہوئی بھر ۸۱ سال سن ۵۱
(تاریخ اسلام ص ۳۶) بھری۔

سیدہ کا حضور ﷺ سے نکاح:

سن یے بھری میں رسول اکرم ﷺ عمرہ ادا کرنے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو سیدہ میمونہؓ کے بھنوئی نے کہا کہ آپ میمونہؓ سے نکاح فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے نکاح کر لیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عباسؓ کو ان کے پاس نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تھا۔ انہوں نے حضرت عباسؓ کو اپنا وکیل بنا دیا اور سیدنا عباسؓ نے ان کا نکاح آنحضرت ﷺ سے کر دیا۔ عمرۃ القضاۓ ادا کرنے کے بعد حدود حرم ہی میں حضور ﷺ نے سیدہ میمونہؓ سے نکاح فرمایا۔ نکاح کے وقت آپ احرام اتار چکے تھے۔ پانچ سو درہم آپ کا مہر مقرر ہوا۔ جب آپ عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ کی طرف لوٹے تو سرف مقام پر جو مدینہ کے راستہ پر مکہ سے دس میل پر واقع ہے قیام فرمایا۔ حضور ﷺ کے غلام حضرت ابو رافعؓ سیدہ میمونہؓ کو لے کر سرف پہنچے۔ یہیں رسم عروسی ادا ہوئی۔

(از واجح مطہرات، حیات و خدمات ص ۱۹۸-۱۹۷)

مشقت سے بچانا:

ایک مرتبہ ایک عورت نے بیماری کی حالت میں منت مانی تھی کہ شفایاب ہونے پر بیت المقدس جا کر نماز پڑھے گی۔ اللہ نے اس کو شفا دی اور وہ سفر کی تیاری کرنے لگی۔ جب رخصت ہونے کیلئے سیدہ میمونہؓ کے پاس آئی تو سیدہ میمونہؓ نے اس کو سمجھایا کہ تم یہیں رہو اور مسجد نبوی ﷺ میں نماز ادا کر لو۔ کیونکہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں کے ثواب سے ہزارگنا ہے۔

(حوالہ ایضاً ص ۱۹۹)

ادائیگی قرض:

سیدہ میمونہؓ کبھی کبھی قرض لے لیتی تھیں۔ مگر فوراً ادا کرتی تھیں ایک مرتبہ زیادہ رقم قرض لی تو کسی نے پوچھا کہ آپ اس کو کس طرح ادا کریں گی۔ جواباً ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے خدا اس کا قرض خود ادا کر دیتا ہے۔

(ازواج مطہرات۔ حیات و خدمات ص ۱۹۹۔ ناشر دارالا شاعت کراچی)

پریشانی:

ایک دن جب رسول اللہ ﷺ صبح کو اٹھے تو خاموش خاموش تھے۔ سیدہ میمونہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آج صبح سے آپ کچھ پریشان نظر آ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آج رات جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر وہ آئے نہیں نجاتے کیا بات ہے۔ اللہ کی قسم انہوں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ یا کیا آپ کو کتنے کے بچھ کا خیال آگیا جو پلنگ کے نیچے آکر بیٹھ گیا تھا۔ آپ نے اس کو فوراً نکلا دیا اسے نکلتے ہی فوراً جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس گھر میں نہیں آتے جس گھر میں کتابیا تصور ہو۔ (ایضاً ص ۲۰۰)

تشفی دل کیلئے سوال:

ابن سعد نے حضرت سیدہ میمونہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک رات سرکار دو عالم ﷺ میرے ہاں سے باہر تشریف لے گئے۔ میں نے آپ کے جانے کے بعد دروازہ بند کر لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ واپس تشریف لائے اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ چنانچہ میں دروازہ کھولنے کے لئے آئی میں

نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس رات کسی اور زوجہ محترمہ کی طرف تشریف لے گئے تھے؟

فرمایا نہیں بلکہ مجھے پیشاب میں کچھ تکلیف واقع ہو گئی تھی۔

(طبقات ابن سعد ص ۱۳۸ ج ۸)

حسن تدبیر:

سفر حج میں سیدہ میمونہ حضور ﷺ کے ساتھ تھیں۔ لوگوں کو نو ذی الحجه کو شک ہوا کہ سرکار دو عالم ﷺ کا روزہ ہے یا نہیں۔ سیدہ میمونہؓ نے ایک پیالہ دودھ آپ کی خدمت اقدس میں بھیج دیا۔ جسے آپ نے پی لیا۔ سب لوگوں نے دیکھ لیا اور اس ترکیب سے پتہ چل گیا کہ حضور ﷺ کا روزہ نہیں۔

(ازواج مطہرات ص ۲۰۱)۔

صلہء رحمی:

ایک مرتبہ سیدہ میمونہؓ نے ایک لوڈی آزاد کی۔ اور رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر نہ ہوئی۔ جب حضور ﷺ ان کی باری کے دن اسکے ہاں پہنچے تو انہوں نے لوڈی آزاد کرنے کا آپ سے ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا: اے میمونہ! اگر تم وہ لوڈی اپنے ماموؤں کو دے دیتیں تو بڑا اجر ملتا۔

فائدہ (غلام آزاد کرنے کا بڑا اجر ہے لیکن حضور ﷺ کا حضرت میمونہؓ کو یہ کہنا کہ اگر ماموؤں کو وہ باندی دے دیتی تو بڑا اجر ملتا۔ یا تو اس لئے تھا کہ وہ ضعیف ہوں گے اور کام کاچ میں وقت پیش آتی ہو گی تو چلو یہ باندی کام نمائادیا کرے گی اور یا پھر اللہ رب العزت نے رشتہ داروں سے صلدء رحمی کا حکم دیا ہے کیونکہ اس میں بڑا اجر و ثواب ہے اس لئے حضور ﷺ نے ایسا حکم دیا۔ واللہ اعلم بالصواب)

(ازواج مطہرات۔ حیات و خدمات ص ۱۹۹)

حضور ﷺ کی بات پر یقین کامل:

سیدہ میمونہؓ مکہ مکرمہ میں مقیم تھیں۔ وہاں کچھ طبیعت خراب ہو گئی۔ فرمایا کہ مجھے مکہ سے لے چلو کیونکہ مجھے مکہ میں موت نہیں آئے گی۔ یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا۔ چنانچہ مکہ سے روانہ ہوئیں اور جب مقام سرف پہنچیں تو انتقال فرمایا۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ مقام سرف (جو مکہ سے دس میل کے فاصلے پر ہے) پر آپ کی رخصتی ہوئی اور وہیں وفات پائی۔

(از واج مطہرات حیات و خدمات ص ۲۰۱)

علاج الامراض

قرآن و سنت سے ثابت شدہ
جسمانی اور روحانی امراض کا علاج

تألیف طبیف
فضیلۃ الشیخ عبدالحید بن عبد العزیز الزاحم

مترجم
مولانا حال محمد حساب (فضل بالیہ اشرفیہ)

بیت العلوم

۰۳۵۲۸۳ - ناجہر و فیضی ایسا کل لائبریری، فون:

اسلامی احکام اور ائمک حکمتیں

اسلامی احکام کی حکمتیں، مصلحتیں اور اسرار و رُبُوز

مولف
شیخ عبد القادر معرفہ الحدی

مترجم
مولانا خالد محمد (فضل عابد شرفیہ ہبھ)

بیتُ العلوم

۲۔ ناچھرہ دو، پرانی انارکلی ڈاہر، فون ۰۳۳۸۳۴۵۷۷۷

قرآن و حدیث اور علم طب کی روشنی میں
کھجور کی اہمیت و افادت

از افادات
مولانا محمد یوسف خاں صاحب
استاذ الحدیث بجامعہ اشرفیہ لاہور

ترتیب و تدوین
مولانا فاری محدث عبد اللہ
فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

بیان العلوم

۲۰۔ نایحہ دو، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۳۵۲۸۳

صلی اللہ علیہ وسلم

محمد عَرَبِی

انسانیکھلوپیدیا

بسیار سب اور ولادت با سعادت سے لیکر
وصال بُداشت تک حوالوں کے ساتھ سیرۃ النبی پر
سوال جو اپنا بھی جانیوالی ممکن، ہفصل اور ضخیم کتاب

مؤلف
ڈاکٹر ڈاؤن فقار کاظم

بیت العلوم

۲۰- نامبر ۵۹، پرانی انگل لائبریری، فون: ۰۳۱۴۲۳۷۵۷

محمد عربی انسائیکلو پیڈیا کی غیر معمولی مقبولیت کے بعد اکٹرزو الفقار کاظم کے شاندار قلم سے
قرآن حکیم سے متعلق بھرپور معلومات پرہی متعدد حوالات کے ساتھ سوالو جوابا لکھی جانے
والی اپنی نوعیت کی سب سے منفصل، مدلل اور خوبصورت کتاب۔

قرآن حکیم

انسانیکلو پیڈیا

(جس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر بھرپور معلومات موجود ہیں)

تاریخ قرآن ☆ نزول قرآن ☆ جمع قرآن ☆ مقامات نزول ☆ اسماء القرآن ☆
انجیلے قرآن ☆ تفصیل القرآن ☆ علوم القرآن ☆ احکام قرآن ☆ مضامین قرآن ☆
آیات قرآن ☆ قرآنی دعائیں ☆ قرآن اور آسمانی کتب ☆ قرآن اور اقوام عالم ☆
قرآن اور معاشرتی نظام ☆ قرآن کے تراجم و تفاسیر ☆ قرآن کا انداز بیان ☆ مجموعات
قرآن ☆ عجائب قرآن ☆ قرآن کی پیشگوئیاں ☆ تعلیمات قرآن ☆ قرآن کے
بارے میں تاثرات و نظریات ☆ قرآن اور امہات الموسیّن ☆ قرآن اور صحابہ کرام ☆
قرآن اور انسان ☆ قرآن اور فرشتے ☆ قرآن اور جنات ☆ باتات قرآنی ☆ حیوانات
قرآنی ☆ معدنیات قرآنی ☆ قرآن اور کائنات ☆ قرآن اور سائنس ☆ قرآن اور
ماحولیات ☆ قرآن اور سیرہ النبی ☆ قرآن اور صفات الہی ☆ ان کے علاوہ بہت سے
ویگر موضوعات
☆ دینی مدارس، مکالوں اور کالجوں کے طبلاء و اساتذہ کے نئے مختصر وقت میں زیادہ
معلومات حاصل کرنے کا ذریعہ۔
☆ قرآن کو نزد پروگراموں اور دوسرے معلوماتی مقابلوں اور امتحانات میں شرکت کرنے
والے خواتین و حضرات کے لئے انجمنی اہم کتاب۔

فضائل

اہل بیت صحابہ کرم و نبیین

صحابہ کرام اہل بیت اطہار تابعین عظام اور امّت مُحَمَّد یک فضائل و مناقب
پر مشتمل مشہور کتاب ث د ر اصحاب فی مناقب الْمُرَأَة وَ الصَّاحِبَة کا سلیمان اور تحریر

امام محمد بن علی الشوکانی

ترجمہ تحقیق

مولانا خالد محمود (فضل علماء شنبہ)

بیت العلوم

۲۰۔ تاجدرہ، پرانی انارکلی لاہور، فون: ۰۴۲۳۸۳۷

بیت العلوم کی مطبوعات ایک نظریہ

گردنی کے اندازہ بیان	☆	گورنمنٹ انڈسٹریل بیان	☆
قرآن مجید کی تجویز	☆	قرآن مجید کی تجویز	☆
وہ مدن کی طرح گزاریں	☆	وہ مدن کی طرح گزاریں	☆
وہ مدن کی طرح گزاریں	☆	وہ مدن کی طرح گزاریں	☆
روایتی مدرس کا طبع	☆	روایتی مدرس کا طبع	☆
روایتی مدرس کا طبع	☆	روایتی مدرس کا طبع	☆
لذان	☆	لذان	☆
سولہ نو سو فلسفی	☆	سولہ نو سو فلسفی	☆
سولہ نو سو فلسفی	☆	سولہ نو سو فلسفی	☆
کامبریت	☆	کامبریت	☆
سرخ روت کے خواں	☆	خواں دیش کا پاک ہمین	☆
صلوچ چیز کے خواں رہائی	☆	صلوچ چیز کے خواں رہائی	☆
مردوں کی حیثیت	☆	بند	☆
پاں انقدر ایں	☆	اسانی ہوادار	☆
پاں انقدر ایں	☆	پاں انقدر ایں	☆
بلی خوبی سے لے کر خراب	☆	تمیر افسوس جاتا تو	☆
ارت کا عالم	☆	لذکار	☆
طپکیں کریں	☆	لذکار	☆
طاخ الارض	☆	اکاڈمیا اسلامی عالم	☆
حیثیت نہتھیں ادا کا خون	☆	اسلام کی رکری	☆
قیمتی کا کامہ سائل	☆	الحالیہ زدن کی طرح ہدایت	☆
خواں لفڑی راشن	☆	اسلام درج	☆
غیلتی لمبڑا	☆	اسلام اور اسلامی حق	☆
گھر اڑت	☆	اٹھے سڑھکی رہات	☆
عشقی قریل	☆	اطکے لیے چارا	☆
فشوی چیزیں مدرس کے خود کی بیان	☆	اٹکا کا سونہ بڑھ	☆
قرآن مجید کے خواں رہائی	☆	بہت ایک گردی	☆
کام پڑی ادا کا طلب	☆	بڑھنے کے حق	☆
کام ارادت نہیں	☆	لذکر حیثیت	☆
کھلکھل کی اہمیت اور ایت	☆	بیماری کی خواہ	☆
سچب کامہ زدن کی اہمیت	☆	لذکر حیثیت	☆
لذکر خدا کو کہہ دیکھو	☆	تو تھی کیا ہے؟	☆
میری بیانیں رہائی	☆	جتنے اسیں رہتے	☆
سمیت پور کریں	☆	جذے کے ملالات	☆
سوت دیا جس	☆	بچہ پر اداریہ سداری	☆
بالد جانی کی اہمیت	☆	بے چاراک فتحی نادی	☆
باد مدن کے خواں رہائی	☆	ذرت ملن	☆
سلوچ چیز کے ساری	☆	تم ملکاں پر	☆
جند مدن کے ساری	☆	خوشی کی شرعی حیثیت	☆
محبوبیت کی محبوبیت	☆	دقیقی ظریف	☆
بیت العلوم کی کرسی سازیاں	☆	دلیلدار اور خلاصہ حیثیت	☆
لذیم احادیث کی اہمیت	☆	لذکر کا ہے؟	☆